مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلہ

انصار الدین

جلد ۱۷ نمبر ۵

ستمبر و اکتوبر ۲۰۲۰ء   تبوک و اخاء ۱۳۹۹ ہجری شمسی   محرم و صفر ۱۴۴۲ ہجری قمری





MAJLIS ANSARULLAH
UNITED KINGDOM



MASROOR EYE INSTITUTE

Huzoor e Aqdas (May Allah be his helper) has graciously given us the responsibility to construct and operate the Masroor Eye Institute in Burkina Faso, West Africa. This will, inshaAllah, be a state-of-the-art teaching eye hospital which is being built at this time with planned completion and opening in 2020. The cost of this project will be over 1 million pounds. Once complete this 'sadqa jaria' will benefit the whole of West Africa, providing premium eye treatments to thousands of patients every year. If you donate £10,000 or more, you will inshaAllah be invited to the inauguration ceremony. Donations of £5,000 or more will inshaAllah be acknowledged in the hospital.

MASROOR EYE INSTITUTE

ANY DONATION WELCOME

mei2020.org

Millions of people, including children, are suffering with an eye disease called "Cataract". They are at the risk of blindness if not treated in time.

PROJECTS

Supported by Majlis Ansarullah United Kingdom

Please donate wholeheartedly on behalf of yourself, your loved ones and for relatives who have passed away to partake from ongoing blessings of this 'sadqa jaria'.

GIFT OF SIGHT

For as little as £50 an operation, you can give the GIFT of SIGHT

FUNDING FOR FACILITIES

Members can request to fund specific facilities within the Institute. Please contact us on 020 8874 6630 for further details.


2 OPERATING THEATRES


8 BED WARD


250 SEAT AUDITORIUM


6 CONSULTATION ROOMS


6 PRIVATE ROOMS

SCAN HERE TO DONATE NOW



Payable to:

CHARITY WALK FOR PEACE
NatWest Bank
Account# 35190698 | SC 60-20-09
Online: **donation.charitywalkforpeace.org**



MASROOR EYE INSTITUTE

a gift of sight

GIVE SOMEONE A GIFT OF SIGHT

There are many visually impaired people around the world, but in low income countries, this exacerbates the effects of poverty.

DONATING IS SUPER EASY

You can donate via our online donation portal at
HTTPS://CHARITYWALKFORPEACE.ORG/MEI

OR

SCAN & DONATE





HTTPS://WWW.JUSTGIVING.COM/CAMPAIGN/MEI

For as little as £50 an operation, you can give someone's back their sight.

DON'T DELAY – PLEASE DONATE TODAY!

﴿بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

انصارالدین

جلد 17   نمبر 5

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ

ستمبر و اکتوبر 2020ء

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ)

فہرست مضامین

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس:
ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن
قائد اشاعت: نعیم گلزار

مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: صفدر حسین عباسی، میر انجم پرویز

ڈیزائننگ: عامر ملک

"Ansaruddin" 33 Gressenhall Road, London, SW18 5QH, United Kingdom   e-mail address: ansaruddin@ansar.org.uk

درس القرآن

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ (النساء: 2)

آجکل پھر عائلی جھگڑوں کی شکایات بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔میاں بیوی کے جو آپس کے جھگڑے ہیں ان میں بعض دفعہ ایسے ایسے بیہودہ اور گھناؤنے معاملات سامنے آتے ہیں جن میں ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی ہوتی ہیں یا مردوں کی طرف سے یا سسرال کی طرف سے ایسے ظالمانہ رویے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو تو انسان مایوس ہو کر بیٹھ جائے۔لیکن فرمان الٰہی کے مطابق نصیحت کرتے چلے جانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے یقیناً ان میں شرافت کا کوئی بیج تھا جس سے یہ نیکی کا شگوفہ پھوٹا ہے کہ احمدیت قبول کرلی اور اس پر قائم ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور وہ اس مقصد کو سمجھیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔آپؑ فرماتے ہیں کہ'' وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کرکے محبت اور اخلاص کو دوبارہ قائم کروں۔'' پھر آپؑ فرماتے ہیں'' خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے۔''

پس یہ بڑا مقصد ہے جس کے پورا کرنے کی ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کو جستجو رہنی چاہئے۔اور کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کی مدد نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ اپنی اناؤں سے چھٹکارا حاصل نہیں کرتا،ان پاک ہدایتوں پر عمل نہیں کرتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہیں۔اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آرہے تو ہم نے گم گشتہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ کیا دکھانا ہے؟ پھر ہم تو خود ان گم گشتہ لوگوں میں شامل ہیں،ہم تو خود اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔پس ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے،اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تو نہیں ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے لاشعوری طور پر دور تو نہیں چلے گئے؟ اپنی اناؤں کے جال میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہوگا اور لڑکی کو بھی لینا ہوگا،مرد کو بھی لینا ہوگا،عورت کو بھی لینا ہوگا،دونوں کے سسرال والوں کو بھی لینا ہوگا کیونکہ کبھی لڑکے والے زیادتی کررہے ہوتے ہیں،کبھی لڑکی والے زیادتی کررہے ہوتے ہیں لیکن اکثر زیادتی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔اور تقریباً 40-30 فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں اور لڑکے کے ماں باپ اپنی ملکیت کا حق جتانے کی وجہ سے ایسی باتیں کرجاتے ہیں جس سے پھر لڑکیاں ناراض ہوکر گھر چلی جاتی ہیں۔یہ بھی غلط طریقہ ہے،لڑکے کا کام ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن بیویوں کو بھی ان کا حق دے۔جب ایسی صورت ہوگی تو پھر بیویاں عموماً خاوند کے ماں باپ کی بہت خدمت کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسی بھی بہت ساری مثالیں ہیں کہ ساس سسر کو اپنے بچوں سے زیادہ اپنی بہوؤں پر اعتماد ہوتا ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات کو قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔اسلامی نکاح کی یا اس بندھن کے اعلان کی یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میاں اور بیوی کے رشتے میں پروئے جارہے ہوتے ہیں،نکاح کے وقت یہ عہد کررہے ہوتے ہیں کہ ہم ان ارشادات الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ان آیات قرآنی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے نکاح کے وقت اس لئے تلاوت کی گئیں تا کہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔اور ان میں سے سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو،تقویٰ اختیار کرو۔کیونکہ اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس رب کا،اس پیارے رب کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کروگے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہروگے۔میاں بیوی جب ایک عہد کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا عہد کیا تو پھر یہ دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے،عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے،ان کی عزت کررہے ہوں گے،ان کو عزت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ آپ کی بنیاد تقویٰ پر ہوگی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رنومبر 2006ء سے انتخاب)

حدیث النبی ﷺ

شکرگزاری پیدا کرنے کے حوالے سے چند منتخب احادیث ہدیۂ قارئین ہیں:

☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ہمیں بعض کلمات سکھاتے تھے اور ہمیں وہ کلمات اس طرح نہ سکھاتے تھے جیسے کہ تشہد سکھایا کرتے تھے (اور وہ کلمات یہ تھے) اے اللہ! ہمارے دلوں میں باہم الفت ڈال اور ہمارے تعلقات کی اصلاح فرما اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں اندھیروں سے بچا کر نور تک پہنچا اور ہمیں فواحش سے بچا، وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔ اور ہمارے لئے ہماری سماعتوں اور ہماری بصارتوں اور ہمارے دلوں اور ہمارے ازواج اور ہماری اولادوں میں برکت ڈال اور ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہم پر نظر کرم فرما۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمت کا شکر کرنے والا بنا۔ اس پر ہم تیرے ثناء خواں ہوں اور اس کے قابل اور اہل ہوں۔ اور اسے ہم پر تمام کردے۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو کچھ عطا کیا جائے اور وہ اس کو پسند آئے تو اسے چاہئے کہ اس کا بدلہ بھی دے۔ اور اگر اسے پسند نہ آئے تو وہ (کم از کم) تعریف کردے کیونکہ تعریف کرنا گویا شکر کرنا ہی ہے۔ اور جس نے (اس عطا کو) چھپایا تو اس نے ناشکری کی اور جس نے اس چیز کا اظہار کرنے کی کوشش کی جو اسے عطا ہی نہیں کی گئی تو گویا وہ جھوٹ کا لبادہ اوڑھنے والے کی طرح ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب البر والصلة)

☆ حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کہا کہ (**اللّٰھم ماأصبح بی من نعمة فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد ولک الشکر**) اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں تو گویا اس نے اپنے دن کا شکر ادا کردیا۔ اور جس نے اسی طرح شام کے وقت کہا تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کردیا۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابنِ آدم! مَیں نے تجھے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار کیا۔ اور عورتوں سے تیری شادی کروائی اور ہر چیز پر تجھے نگران بنایا۔ ان سب نعمتوں کے باوجود تو شکرگزار کیوں نہ بنا؟

(مسند احمد بن حنبل, باقی مسند المکثرین)

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ شکرگزار بندہ وہ ہے جو ان میں سے لوگوں کا سب سے زیادہ شکرگزار ہو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔رقم648)

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابنِ آدم! مَیں نے تجھے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں جنہیں نہ تُو شمار کرسکتا ہے اور نہ ان کا شکر ادا کرسکتا ہے اور ان نعمتوں میں سے جو مَیں نے تجھے عطا کی ہیں تیری آنکھیں بھی ہیں جن کے ذریعہ تُو دیکھتا ہے اور مَیں نے ان پر پپوٹے لگائے ہیں۔ پس جو چیزیں میں نے حلال ٹھہرائی ہیں انہیں دیکھ اور جو چیزیں میں نے تجھ پر حرام کی ہیں اگر وہ نظر آئیں تو ان پپوٹوں کے ذریعہ آنکھیں بند کرلے۔ اور میں نے تجھے زبان عطا کی ہے اور اس کے لئے ایک غلاف رکھا ہے۔ پس جس کا مَیں حکم دوں اور جسے حلال ٹھہراؤں اسے بیان کر اور اگر وہ (مسائل) جن سے میں نے منع کیا ہے درپیش آئیں تو اپنا منہ بند کرلے اور میں نے تیری شرم گاہ بنائی ہے اور اس کے لئے ستر کا انتظام کیا ہے۔ پس جو مَیں نے تجھ پر حلال کیا ہے اس سے فائدہ اٹھا اور اگر محرمات پیش آئیں تو اپنی ستر ان پر ڈال دے۔ اے ابن آدم! تُو نہ میری ناراضگی برداشت کرسکتا ہے اور نہ تجھ میں میرا انتقام برداشت کرنے کی قوّت ہے۔ (مسند ابی ربیع الدمشقی، تاریخ مدینہ دمشق، لابن عساکر، جلد86، صفحہ229)

امام الکلام ۔ کلام الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی میں اپنی قبولیت دعا اور تعلق باللہ کے ضمن میں درج ذیل واقعات بھی بیان فرمائے ہیں:

☆ ''ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ بَرَّقَ طِفۡلِیۡ بَشِیۡرٌ یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دی ہیں۔ تب اسی دن اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 89 حاشیہ)

☆ ''سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہوگیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی، گویا مردہ کے حکم میں تھا۔ اس وقت میں نے اس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی! میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا: مَنۡ ذَاالَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہوگیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا: اِنَّکَ اَنۡتَ الۡمَجَاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہوگیا اور زندہ موجود ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 230,229)

☆ ''5/اگست 1906ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہوگیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی۔ (یعنی جو نچلا دھڑ تھا وہ بے حس ہوگیا اور ٹانگیں بالکل سہار نہیں سکتی تھیں) اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اس لئے مجھے خیال گزرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں۔ ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتت اعداء کا خیال آیا مگر محض دین کے لئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتتِ اعداء ہے۔ تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا: اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡزِی الۡمُؤۡمِنِیۡن۔ یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا۔ پس اسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آگئی اور پھر جب یکدفعہ آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام ونشان نہیں رہا۔ تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 246,245)

☆ ''طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہوگیا اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اس نے فرمایا ہے: اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اَور ہی بلا ہے۔ تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چار پائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 88,87 حاشیہ)

فرمودات

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''ہم خوش قسمت ہیں کہ اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانی جو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا نبی ہے اور اس کے پیارے مسیح و مہدی زمان کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ تمام انبیاء کو کامیابی کی خوشخبریاں دیتا آیا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سے نوازا اور تاریک دَور کے بعد اس زمانے کے روشن دَور کی فتوحات سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ اور پھر اس بات کی تصدیق کے لئے کہ ہاں یہی وہ مسیح موعود اور مہدی موعود ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی تھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی فرمایا کہ فکر نہ کرو، دشمنوں کی مخالفتیں اور ظالمانہ حملے تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ تمہارے سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ (المجادلہ:22)۔ اور ہم نے دیکھا کہ جماعت پر مختلف دَور آئے۔ لوگوں کو ذاتی طور پر بھی ظلم اور بربریت کا نشانہ بنایا گیا لیکن نہ ان لوگوں کے پائے ثبات میں لغزش آئی جنہیں ظلم کا نشانہ بنایا گیا تھا، نہ جماعت کی ترقی کو کوئی روک سکا۔ افغانستان کے بادشاہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی ایک بزرگ شہزادے کو سنگسار کروایا اور سنگساری سے پہلے پوچھتے رہے کہ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیحیت کا انکار کرتے ہو؟ لیکن اُس ثابت قدم اور صبر و رضا کے پیکر نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ میں تمہارے دنیاوی خوف کی خاطر اللہ تعالیٰ کی بات کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح زمین پر گڑھے ہوئے سنگسار ہونا منظور کیا۔ (ماخوذ از تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 59) لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حکومت بھی اُن کے ہاتھ سے جاتی رہی اور آج تک وہ سرزمین جو ہے بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ پھر، اُس ملک میں، اُس علاقے میں اَور بھی شہادتیں ہوئیں۔ دوسرے ممالک میں بھی ہوئیں۔ جن میں پاکستان میں اس ظلم و بربریت کے سہنے والے جو احمدی ہیں سب سے زیادہ ہیں۔ پھر ہندوستان کے اردگرد کے اور ممالک بھی ہیں، بنگلہ دیش ہے، سری لنکا ہے۔ یہ سب احمدی اس بات پر اپنی جانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں کہ وہ اُس مسیح و مہدی پر ایمان لائے ہیں جس کے آنے کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ احمدیوں کو ان ملکوں میں تنگ بھی کیا جاتا ہے، کیا جاتا رہا ہے، کیا جا رہا ہے۔ نام نہاد علماء کے منہ سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سنتے ہی جھاگیں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی دقیقہ احمدیوں کو تکلیف پہنچانے کا یہ نہیں چھوڑتے لیکن کیا اس سے جماعت کی ترقی رُک گئی؟ نہیں۔ بلکہ خدائے واحد کے ساتھ تعلق جوڑنے والے اور پیار اور محبت پھیلانے والے ہر روز جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہر دن جماعت کی ترقی کی ایک نئی نوید لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اور ہر شام ترقی کی خبریں لئے آتی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کا 185 ملکوں میں قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے وعدے پورے کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہندوستان میں بھی مخالفت ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ یہاں بھی مجبوروں اور مظلوموں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی بعض شہادتیں ہوئی ہیں۔ چند مہینے پہلے ایک معلم کو شہید کر کے پھر درخت کے ساتھ اُس کی نعش لٹکا دی گئی کہ شاید اس سے دوسرے خوفزدہ ہو جائیں اور احمدیت چھوڑ دیں۔ لیکن کیا اس سے احمدیت اس علاقے میں ختم ہو گئی؟ مجھے یقین ہے کہ دشمنوں کی اس حرکت سے انشاءاللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر وہاں احمدیت پھیلے گی اور پھولے گی اور بڑھے گی لیکن وہاں کی حکومتی انتظامیہ سے مَیں کہتا ہوں کہ آپ لوگ ظالم کے ہاتھ کو نہ روک کر کہیں اس ظلم میں شریک نہ ہو جائیں۔ یاد رکھیں مظلوم کی آہ عرش کے پائے ہلا دیتی ہے۔ ہم ظلم کا بدلہ ظلم سے اور قانون کو ہاتھ میں لے کر نہیں لیتے۔ لیکن اللہ کے حضور جھکتے ہیں جو سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے اور اپنے وعدے پورے کرنے والا ہے۔ ہم اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ چند ایک جانوں کی قربانی قوموں کی زندگی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور قربانیاں کرنے والے اور ظلموں میں پسنے والے بھی خوب جانتے ہیں کہ اُن کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور اجر پانے والی ہیں۔ پس ہماری نظر ہمیشہ آخری منزل کی طرف رہتی ہے۔''

(جلسہ سالانہ قادیان 2006ء سے خطاب)

اداریہ

اطاعت کی حقیقی روح......احمدی کی پہچان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں اطاعت کی حقیقی روح قائم کرنے کے لئے متعدد مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا:

''یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیّت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔''

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مورخہ 10 رفروری 1901ء)

گویا حضور علیہ السلام نے احمدیوں سے اطاعتِ امام اور فرمانبرداری کے جس معیار کی توقع فرمائی ہے اس میں حقیقی وحدت کا راز پنہاں ہے۔ یعنی ''اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے''۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ یہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی اطاعت ہے اور اولوالامر میں نظام جماعت کا ہر شخص شامل ہے۔ ایک احمدی بھی جو عہدیدار نہیں ہے اور وہ جو عہدیدار ہے۔ ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدیدار کی اطاعت کرے۔ ہر احمدی ہر عہدیدار کی اطاعت کرے۔ پس یہ اطاعت کے معیار ہیں جو ایک احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی سے توحید کا قیام ہونا ہے۔ سب سے پہلے اس کے لئے عہدیدار یا کوئی بھی شخص جس کے سپرد کوئی بھی خدمت کی گئی ہے اپنا جائزہ لے اور اطاعت کے نمونے قائم کرے کیونکہ جب تک کام کرنے والوں میں اطاعت کے اعلیٰ معیار پیدا کرنے کی روح پیدا نہیں ہوگی، افراد جماعت میں وہ روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس ہر لیول پر جو عہدیدار ہیں چاہے وہ مقامی عاملہ کے ممبر یا صدر جماعت ہیں، ریجنل امیر ہیں یا مرکزی عاملہ کے ممبر یا امیر جماعت ہیں اپنی سوچ کو اس سطح پر لائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائی ہے کہ اپنی، اپنے نفس کی خواہشات کو، اناؤں کو ذبح کریں۔ اور جب یہ مقام حاصل ہوگا تو پھر دل اللہ تعالیٰ کے نور سے بھر جائے گا اور روح کو حقیقی خوشی اور لذّت حاصل ہوگی۔ ایسا مومن جو کام بھی کرے گا وہ یہ سوچ کر کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے اور یہی ایک مومن کا مقصد ہونا چاہئے۔ پس جہاں جماعتی عہدیداران یہ روح اپنے قول و فعل سے جماعت میں پیدا کرنے کی کوشش کریں وہاں مربیان اور مبلغین کا بھی کام ہے کہ اپنے قول و فعل کے اعلیٰ نمونے قائم کرتے ہوئے جماعت کی اس نہج پر تربیت کریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں۔ ہر سطح پر، ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدیدار کی اطاعت کرے۔ احباب جماعت اپنے عہدیداران کی اطاعت کریں اور سب مل کر خلافت سے سچے تعلق اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ (ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 9 رجون 2006ء)

دراصل اطاعت ایک ایسا حکم یا عمل ہے جس کے بغیر کوئی نظام چل نہیں سکتا، کوئی پروگرام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ ماضی میں یہ روح جماعت احمدیہ کے ہر فرد میں بدرجۂ اولیٰ نظر آتی ہے جس سے غیر بھی اتنے متأثر ہوئے کہ چوٹی کے مخالفین نے بھی بارہا اس کا اقرار کیا۔ مثلاً مولوی ظفر علی خاں صاحب کہتے ہیں:

''احرار یو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔''

(ایک خوفناک سازش، مصنفہ مظہر علی اظہر۔ صفحہ 196)

اسی طرح احمدیوں کی اطاعت اور قربانی کے بارہ میں عبدالرحیم اشرف صاحب مدیر ''المنبر'' لائلپور نے لکھا: ''قادیانیوں نے گزشتہ پچاس سال میں اندرون اور بیرون ملک اپنی قومی زندگی کو قائم رکھنے اور قادیانی تحریک کو عام کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کی ہے اس کا یہ پہلو نمایاں ہے کہ انہوں نے اس کے لئے ایثار و قربانی سے کام لیا ہے۔ ملک میں ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی۔ دنیوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں... ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اس سراب کو حقیقت سمجھ کر اس کے لئے جان و مال اور دنیوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 535)

اللہ تعالیٰ ہمیں اُن توقعات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفائے عظام نے ہم سے وابستہ کی ہیں۔

(محمود احمد ملک)

تربیتِ اولاد کے لئے خلفائے کرام کا انداز اور ارشادات

(مظفر احمد درّانی مربی سلسلہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور تربیت اولاد

اسلام کے دورِ آخرین میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت حکیم الحاج مولانا نورالدینؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ نے جہاں اپنے بچوں کی تربیت کا لحاظ رکھا وہاں اپنی جماعت کی بھی اس میدان میں خوب رہنمائی فرمائی جس کی ایک جھلک پیشِ خدمت ہے۔

قرآن سب سے بالا

محترم قریشی ضیاء الدین صاحب ایڈووکیٹ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے قرآن کریم پر دوات رکھ دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس کی اس حرکت کو دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: میاں! اگر تمہارے منہ پر کوئی شخص گوبر اٹھا کر مار دے تو تمہیں کیسا برا لگے۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے، ہمیشہ اس کا ادب ملحوظ رکھا کرو اور اس کے اوپر کوئی چیز نہ رکھا کرو۔ سب سے بالا یہی کلام رہنا چاہئے۔ (حیات نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۶۹۴ از: عبدالقادر (سوداگرمل۔ نومبر ۱۹۶۳ء)

رخصتی کے وقت بیٹی کو تحریری نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حفصہ نامی بیٹی ۱۸۷۴ء کو بھیرہ میں پیدا ہوئی جس کی آپ نے خوب تعلیم و تربیت فرمائی۔ اس کی شادی حکیم مفتی فضل الرحمان صاحب سے ۳۱ مئی ۱۸۹۱ء کو ہوئی۔ عام جہیز کے علاوہ آپ نے اپنی بیٹی کو ایک بڑا صندوق کتابوں کا بھی دیا جو آپ کے زیرِ مطالعہ رہتی تھیں۔ وہ سب کتابیں قرآن کریم، احادیث وغیرہ دینیات کی تھیں۔ جب بچی کو ڈولی میں سوار کیا گیا تو آپ نے رخصتی کے وقت فرمایا: ''حفصہ! میں تیرا جہیز لایا ہوں'' اور ایک کاغذ اس کی گود میں رکھ کر فرمایا: ''بچہ! اس کو سسرال پہنچ کر کھولنا اور پڑھ لینا۔'' اس کاغذ پر آپ نے درج ذیل نصائح تحریر فرمائی تھیں:

''بچہ! اپنے مالک، رازق، اللہ کریم سے ہر وقت ڈرتے رہنا اور اس کی رضا مندی کا ہر دم طالب رہنا اور دعا کی عادت رکھنا۔ نماز اپنے وقت پر اور منزل قرآن کریم کی بقدرِ امکان بدوں ایامِ ممانعت شرعیہ ہمیشہ پڑھنا۔ زکوٰۃ، روزہ، حج کا دھیان رکھنا اور اپنے موقع پر عمل درآمد کرتے رہنا۔ گلہ، جھوٹ، بہتان، بیہودہ قصے کہانیاں یہاں کی عورتوں کی عادت ہے اور بے وجہ باتیں شروع کر دیتی ہیں، ایسی عورتوں کی مجلس زہرِ قاتل ہے۔ ہوشیار، خبردار رہنا۔ ہم کو ہمیشہ خط لکھنا۔ علم دولت ہے بے زوال ہمیشہ پڑھنا۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو قرآن پڑھانا۔ زبان کو نرم، اخلاق کو نیک رکھنا۔ پردہ بڑی ضروری چیز ہے۔ قرآن شریف کے بعد ریاحین العابدین کو ہمیشہ پڑھتے رہنا۔ مرآۃ العروس اور دوسری کتابیں پڑھو اور ان پر عمل کرو۔ اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم کو نیک کاموں میں مدد دیوے۔ والسلام۔ نورالدین، ۳۱ مئی ۱۸۹۱ء''

(حیات نور از عبدالقادر (سابق سوداگرمل) صفحہ ۸۰۔ مطبوعہ: پنجاب پریس، وطن بلڈنگ لاہور ۱۹۶۳ء)

ہمارا بچہ آ گیا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ کا نام عبدالسلام رکھا۔ اس بچہ کے بارہ میں حکیم محمد صدیق صاحب سکنہ میانی متصل بھیرہ حال دارالرحمت ربوہ بیان کرتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس دے رہے تھے، کافی لوگ جمع تھے۔ میاں عبدالسلام صاحب جو ہنوز بچہ ہی تھے، چار پانچ سال عمر ہوگی، پیچھے سے آئے اور آپ کے کندھوں پر سوار ہو گئے، پگڑی گرا دی۔ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دائیں طرف جھکانے کی کوشش کرتے کبھی بائیں طرف۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے خوش کرنے کے لئے جھک جاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے کہ ہاں! ہمیں معلوم ہو گیا ہے ہمارا بچہ آ گیا۔ ہاں! ہمیں معلوم ہو گیا ہمارا بچہ آ گیا۔''

(حیات نور از عبدالقادر (سابق سوداگرمل) صفحہ ۴۸۶۔ مطبوعہ: پنجاب پریس، وطن بلڈنگ لاہور ۱۹۶۳ء)

کہو میں نوکر ہوں

مذکورہ بالا واقعہ میں آپ نے پڑھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بیٹے عبدالسلام سے کس قدر محبت تھی اور آپ نے ان کی تربیت کے لئے کس قدر سنتِ نبوی پر عمل کی توفیق پائی۔ چنانچہ جب اسی بچے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد سے واسطہ پڑا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس کی تربیت کے لئے ایک اور عاشقانہ رنگ اختیار فرمایا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ تحریر فرماتی ہیں:

''آپؓ کے صاحبزادہ میاں عبدالسلام مرحوم چھوٹے بچے تھے۔ میں جب پڑھنے کو روز صبح جاتی تو ان کے لئے جیب میں بادام، اخروٹ وغیرہ لے جاتی۔ اور جیسا کہ بچوں کے کھیل ہوتے ہیں، روز ہی پہلے ان سے پوچھتی کہ بتاؤ عبدالسلام! تم کتنے اخروٹ کے نوکر ہو؟ وہ روز جواب دیتے: دو اخروٹ کا نوکر ہوں۔ ایک دن میاں عبدالحی مرحوم نے غصے سے کہا کہ عبدالسلام! نوکر کیوں کہتے ہو، تم کوئی نوکر ہو؟ کہہ دو میں نوکر نہیں ہوں۔ اندر کمرے میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن رہے تھے، نہایت جوش سے کڑک کر فرمایا: عبدالحی! یہ کیا کہا تم نے؟ یہ نوکر ہے اور فرمایا: عبدالسلام! اندر آؤ۔ ہم دونوں اندر چلے گئے۔ فرمایا: کہو میرے سامنے میں نوکر ہوں۔ بچے نے دوہرا دیا۔ اس جذبہ کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت سے واقف، آپ کی صحبت میں رہ چکے یا آپ کی سیرت کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ وہ کوہِ وقار تھے، غیور تھے، خوددار تھے۔ ان کا سر کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا، جھکا تو اپنے محبوب آقا کے سامنے۔ اور اسی عشقِ کامل کا نتیجہ تھا کہ ایک کم عمر لڑکی جوان کی شاگرد بھی تھی، اس کے لئے بھی اپنے پیارے لڑکے کا اتنا کہنا کہ 'کہو میں نوکر نہیں ہوں' سخت ناگوار گزرا۔ آپ کا چہرہ مجھے اب تک یاد ہے، ایسا اثر تھا کہ صرف غصہ اور ناگواری ہی نہیں بلکہ بہت صدمہ گزرا

ہے۔ حالانکہ جیسا وہ والدین کی مانند بے انتہا لاڈ پیار مجھ سے کرتے تھے، بے تکلف تھے، ان کا حق تھا، وہ بآسانی مجھے بھی کہہ سکتے تھے، سمجھا سکتے تھے کہ بچے سے ایسا نہیں کہلواتے، ذلیل ہو جاتا ہے، عزتِ نفس نہیں رہتی۔ تم اس کو جو چاہو ویسے ہی دے دیا کرو۔ مجھے بھی آپ کا روکنا ذرا بھی برا معلوم نہ ہوتا۔ کیونکہ ان کی محبت کا پلڑا بہت بھاری تھا۔ مگر انہوں نے اپنے طبعی وقار کے خلاف صرف اپنے جذبۂ عشق و محبت کے تحت الٹا بچہ سے سامنے کہلوایا کہ 'میں نوکر ہوں'۔''

(حیاتِ نور از: عبدالقادر (سابق سوداگرمل) صفحہ ۲۸۷۔ مطبوعہ: پنجاب پریس، وطن بلڈنگ لاہور ۱۹۶۳ء)

نیک اولاد میرے لئے دعا کر سکے

محترم چوہدری غلام محمد صاحب جو قادیان بورڈنگ کے انچارج تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ تربیتِ اولاد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''میاں عبدالحیٔ کی تعلیم کی پہلے ماہ کی رپورٹ لے کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں میں نے لکھا تھا کہ عزیز عبدالحیٔ اس ماہ میں باقاعدہ نمازیں پڑھتا رہا ہے۔ آپ نے رپورٹ پڑھ کر اپنی جیب سے ایک روپیہ نکال کر دیا اور فرمایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی خوشخبری دے تو اسے کچھ دینا چاہئے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بڑھاپے میں لڑکے دے کر اس شرک سے بھی بچا لیا ہے کہ میں بچوں سے کوئی خدمت کی بھی امید رکھ سکوں۔ نیز میرے پاس کوئی سند نہیں ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے میرے باپ دادا کے پاس بھی کوئی سند نہیں تھی۔ لیکن ہم سب عزت کی روٹی کھاتے رہے ہیں۔ اس لئے میرے بچوں کو سندوں کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی نیک ہو جائے تو میرے لئے بعد میں دعا کر سکے۔''

(اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ ۲۷۔ از: ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

بیویوں سے حُسنِ سلوک کا نتیجہ نیک اولاد ہے

''عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون، آرام، گرمی سردی سے بچاؤ، زینت، قسماقسم کے دکھ سے بچاؤ ہے، ایسا ہی اس جوڑے میں ہے، جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی۔ ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہئے اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کیا کریں، اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک چاہئے اور ان کے حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ ۴ جون ۱۹۰۹ء، خطباتِ نورؓ صفحہ ۴۰۰۔ از: نظارت اشاعت ربوہ)

ایک طرف انسان دوسری طرف مسلمان بناؤ

''اولاد کے لئے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوت، اتحاد، جرأت، شجاعت، خودداری، شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ ایک طرف انسان بناؤ، دوسری طرف مسلمان۔'' (خطباتِ نور صفحہ ۷۵۔ از: نظارت اشاعت ربوہ)

عربی زبان سکھاؤ

''یہ بات میں نے کئی مرتبہ سکھائی ہے کہ ہمارے رسولؐ، قرآن اور عقل کا منشاء ہے کہ ہر مسلمان کچھ عربی بھی سیکھے۔ نماز ہماری عربی میں ہے۔ تمام دعائیں ہماری عربی میں ہیں۔ پھر اگر ہم عربی نہیں جانتے تو ہم نے نماز ہی کو کیا سمجھا۔ ہماری ملاقات کا ذریعہ السلام علیکم بھی عربی میں۔ اسی طرح نکاح میں، غمی میں، بچہ کی پیدائش کے وقت کان میں اذان دینے میں، غرضیکہ ہمارے ہر کام میں عربی کا دخل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو عربی کا سیکھنا ضروری ہے۔''

(خطباتِ نور صفحہ ۵۳۰۔ از: نظارت اشاعت ربوہ)

بچپن میں تربیت

''تم جانتے ہو برسات میں جب آم کی گٹھلیاں زمین میں اُگ آتی ہیں تو بچے اکھیڑ کر ان کی پیپیاں بناتے ہیں۔ لیکن اگر اس آم کی گٹھلی پر پانچ چھ برس گزر جاویں تو باوجودیکہ یہ لڑکا بھی پانچ چھ برس گزرنے پر جوان اور مضبوط ہو جاوے گا لیکن پھر اس کا اکھیڑنا دشوار ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ جب تک جڑ زمین میں مضبوطی کے ساتھ گڑ نہ جائے اس وقت تک اکھیڑنا آسان ہے اور جڑ مضبوط ہونے کے بعد دشوار۔ عادات و عقائد بھی درخت کی طرح ہوتے ہیں۔ بری عادات کا اب اکھیڑنا آسان ہے لیکن جڑ پکڑ جانے کے بعد ان کا ترک کرنا یعنی اکھیڑنا ناممکن ہوگا۔ بعض بچوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اگر شروع سے ہی اس کو دور نہ کرو گے تو پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جن کو بچپنے میں جھوٹ کی عادت پڑ گئی ہے، پھر عالم فاضل ہو کر بھی ان سے جھوٹ کی عادت نہیں چھوٹی ہے۔''

(حیاتِ نور صفحہ ۴۲۷ مؤلفہ عبدالقادر سابق سوداگرمل، ۱۹۶۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مبارک اُسوہ اور قیمتی نصائح

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزندِ ارجمند حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ جو بہت سی خداداد اور موعودہ خصائل و عادات لے کر پیدا ہوئے تھے، نے اپنی اولاد کی تربیت کے جو رنگ اختیار فرمائے، اس کا ایک نمونہ اور اسی بارہ میں آپ کے ارشاداتِ عالیہ کا ایک مرقع پیشِ خدمت ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اپنے والدِ ماجد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندازِ تربیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''یتیم سے حسنِ سلوک

ایک دن میرے ساتھ دو تین لڑکیاں صحن میں ایک گھریلو کھیل (آنکھ مچولی) کھیل رہی تھیں۔ مجھے کسی بات پر غصہ آیا اور میں نے ان میں سے ایک کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اسی وقت ابّا جان مغرب کی نماز پڑھا کر صحن میں داخل ہو رہے تھے۔ آپؓ نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا۔ سیدھے میرے پاس آئے۔ مجھے پاس کھڑا کر کے اس لڑکی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ مبارک نے تمہارے منہ پر طمانچہ مارا ہے تم اس کے منہ پر اسی طرح طمانچہ مارو۔ وہ لڑکی اس کی جرأت نہ کر سکی بار بار کہنے کے باوجود اس نے میرے منہ پر طمانچہ نہیں مارا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں اس لئے تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ یاد رکھو کہ میں اس کا باپ ہوں اگر تم نے آئندہ ایسی حرکت کی تو میں سزا دوں گا۔ (یہ ایک یتیم لڑکی تھی جس کو ابا جان نے اپنی کفالت میں لیا ہوا تھا) یتیموں سے حسنِ سلوک ان کی عزت اور احترام کا سبق تھا جو میں کبھی نہیں بھولا۔ میری عمر اس وقت سات آٹھ سال کی تھی۔

کھانے کے آداب

ابّا جان کے ساتھ کھانا کھانا بھی تربیت اور اعلیٰ اخلاق کا موجب بنا۔ دسترخوان پر بیٹھتے ہوئے سب بچوں پر نظر رکھتے کہ جب ڈش سے کھانا نکالا ہے تو کیا اپنے سامنے والے حصہ سے نکالا ہے یا نہیں، لقمہ منہ میں ڈال کر منہ بند کر کے کھانا چبایا ہے یا نہیں، کھاتے وقت منہ سے آوازیں تو نہیں نکلتیں، کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ صابن سے دھوئے تھے یا نہیں۔ غرض کوئی پہلو بھی آپ کی نظر سے اوجھل نہ تھا۔ بعض دفعہ میں حیران ہوتا تھا کہ خود تو کھاتے ہوئے ڈاک بھی دیکھتے جاتے ہیں، خطوط پر نوٹ بھی لکھتے جاتے ہیں، کبھی کبھی لقمہ منہ میں ڈالتے ہیں، نظر بھی نیچی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہماری ہر حرکت پر بھی نظر ہے، بہت کم خوراک تھی۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ آپ اتنا کم کھاتے ہیں میں بھی کم کھانا کھایا کروں۔ میں نے آدھا پھلکا (پھلکا ہمارے گھروں میں بہت کم آٹے کی پتلی سی روٹی کو کہتے ہیں) کھانا شروع کیا ایک دن مجھے فرمانے لگے میں ایک ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت کم کھانا کھاتے ہو، تمہارے لئے مناسب نہیں، تم ابھی بچے ہو تمہاری نشو ونما کی عمر ہے، اس عمر میں پیٹ بھر کر کھانا چاہئے، تھوڑا کھانا تمہارے قویٰ پر مضر اثر کرے گا، تمہارے پر بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ ان کو کیسے اٹھا سکو گے۔

پڑھائی کی نگرانی

پرائمری کی چار کلاسیں مکمل کرنے کے بعد آپ نے مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروایا۔ مدرسہ احمدیہ میں انگریزی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ ایک دن کھانے پر بیٹھے ہوئے انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ پڑھتے ہوئے مجھے کہا کہ انگریزی زبان پر عبور بھی ضروری ہے، تم کو کھیلوں میں دلچسپی ہے آج سے تم مجھ سے اخبار لے لیا کرو، اس کے جس صفحہ پر کھیلوں کی خبریں ہوتی ہیں وہ پڑھنا شروع کرو اور پھر آہستہ آہستہ اخبار کی باقی خبریں بھی پڑھنی شروع کر دینا۔ مجھ سے ہر روز سوال کرتے تھے کہ آج کے اخبار میں کون کون سی کھیلوں کا ذکر ہے؟ اس کا کیا نتیجہ نکلا، کرکٹ کا میچ تھا تو کس نے زیادہ رنز بنائیں، کس بولر نے زیادہ وکٹیں لیں، ہاکی کے میچ میں کس کس نے گول کئے وغیرہ۔ چند ماہ میں ہی آپ کو تسلی ہوگئی کہ اخبار اچھی طرح پڑھ لیتا ہوں اور سمجھ لیتا ہوں۔

ایک دن فرمانے لگے کہ تمہیں کونسی ناولیں پڑھنے کا شوق ہے۔ میں نے کہا جاسوسی کی، یہ سن کر آپ نے اپنے ذاتی لائبریرین جن کا نام یحییٰ خان تھا کو بلایا اور انہیں کہا کہ مبارک آپ سے اپنی پسند کی کتابیں لے آیا کرے گا اور پڑھ کر واپس کر دیا کرے گا۔ آپ کی لائبریری میں سب علوم کی کتب موجود تھیں۔ جوں جوں انگریزی زبان میں ترقی کرتا گیا مختلف علوم کی کتب پڑھنی شروع کر دیں۔ میری پسند کے مضمون تاریخ، پولیٹیکل سائنس اور فلاسفی تھے۔

ایفاءِ عہد

ہر سال جلسہ سالانہ کے بعد آپ دو اڑھائی ہفتہ کے لئے بیاس دریا پر شکار کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جلسہ سالانہ کی مصروفیات جو روزانہ 19 گھنٹے سے کم نہ ہوتی تھیں کا تقاضا تھا کہ جلسہ کے بعد کچھ آرام اور صحت مند تفریح بھی ہو جائے۔ ایک دن آپ کی طبیعت کچھ خراب تھی آپ نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو کہا کہ میں آج دریا پر نہ جا سکوں گا آپ مبارک کو شکار کے لئے لے جائیں۔ ہم دریا پر پہنچے کشتی میں سوار تھے کہ ہمارے اوپر سے دو مگ (بڑی مرغابی) اڑتے ہوئے جا رہے تھے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ اگر آپ ان دونوں کو گرا لیں تو میں آپ کو ایک روپیہ انعام دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے فائر کیا اور وہ دونوں نیچے آگرے۔ شام کو واپس گھر آئے میں تو ایک روپیہ کا وعدہ کر کے بھول گیا تھا مگر ڈاکٹر صاحب بھولنے والے نہ تھے۔ دو تین دن کے بعد ابا جان کو کہا کہ میاں نے وعدہ کیا تھا کہ میں اگر مگ گرا لوں تو مجھے ایک روپیہ انعام دیں گے۔ انہوں نے ابھی تک مجھے روپیہ نہیں دیا۔ جب آپ گھر کے اندر تشریف لائے تو مجھے بلا کر فرمایا کہ تم نے ڈاکٹر صاحب سے جو وعدہ کیا تھا پورا نہیں کیا۔ یہ جائز نہیں یا وعدہ نہ کرو یا پھر اس کو پورا کرو۔ اسی وقت اپنی جیب سے ایک روپیہ نکال کر مجھے دیا کہ ابھی جا کر ڈاکٹر صاحب کو یہ دے دو۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ ۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

تربیتِ اولاد فرض ہے

''ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں تک اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھتا چلا جائے اور درحقیقت اسی غرض کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ کی انجمن قائم کی ہے، تا جماعت کو یہ احساس ہو کہ اولاد کی تربیت ان کا اہم ترین فرض ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکتہ ایسے اعلیٰ طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ امر ہر شخص جانتا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی اصلاح میں سے مقدم اصلاح لڑکیوں کی ہوتی ہے، کیونکہ وہ آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ہوتی ہیں اور ان کا اثر اپنی اولاد پر بہت بھاری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو قوم عورتوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتی اس قوم کے مردوں کی بھی اصلاح نہیں ہوتی اور جو قوم مردوں اور عورتوں دونوں کی اصلاح کی فکر کرتی ہے وہی خطرات سے بالکل محفوظ ہوتی ہے۔'' (مشعلِ راہ جلد چہارم صفحہ ۶۵، از: خدام الاحمدیہ پاکستان)

آنے والی نسلوں کی اصلاح کی فکر

''یاد رکھو کہ تمہارا یہی فرض نہیں کہ اپنی اصلاح کرو بلکہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کی بھی اصلاح کی فکر رکھو اور ان کو نصیحت کرو کہ وہ اگلوں کی فکر رکھیں اور اسی طرح یہ سلسلہ ادائے امانت کا ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتا چلا جاوے تا کہ یہ دریائے فیض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا ہے، ہمیشہ جاری رہے اور ہم اس کام کے پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی اولاد پیدا کی گئی ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین''

(مشعلِ راہ جلد چہارم صفحہ ۷۴، از: خدام الاحمدیہ پاکستان)

بہت احتیاط کی ضرورت ہے

''میں احمدی ماؤں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ننھے ننھے بچوں میں خدا پرستی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں۔ وہ انہیں لغو، مخرب اخلاق اور بے سرو پا کہانیاں سنانے کی بجائے نتیجہ خیز، مفید اور دیندار بنانے والے قصّے سنائیں۔ اُن کے سامنے ہرگز کوئی ایسی بات چیت نہ کریں جس سے کسی بدخُلق کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔...... اپنے بچوں کو کبھی آوارہ نہ پھرنے دو، ان کو آزاد نہ ہونے دو کہ حدود اللہ کو توڑنے لگیں، ان کے کاموں کو انضباط کے اندر رکھو، اپنے ننھے بچوں کو اپنی نوکرانیوں کے سپرد کر کے

بالکل بے پروانہ ہو جاؤ کہ بہت سی خرابیاں صرف اسی ابتدائی غفلت سے پیدا ہوتی ہیں۔

ماں اپنے بچے کو باہر بھیج کر خوش ہوتی ہے کہ مجھے کچھ فرصت مل گئی ہے لیکن اسے کیا معلوم ہے کہ میرا بچہ کن کن صحبتوں میں گیا اور مختلف نظاروں سے اس نے اپنے اندر کیا برے نقش لئے جو اس کی آئندہ زندگی کے لئے نہایت ضرر رساں ہو سکتے ہیں۔ پس احتیاط کرو کہ اِس وقت کی تھوڑی سی احتیاط بہت سے آنے والے خطروں سے بچانے والی ہے۔ خود نیک بنو اور خدا پرست بنو کہ تمہارے بچے بھی بڑے ہو کر نیک اور خدا پرست ہوں۔'' (الفضل قادیان ۱۰۔ستمبر ۱۹۱۳ء)

نیک صحبت

''ماں باپ کتنی بھی کوشش کریں کہ ان کا بچہ بداخلاقیوں کے بداثرات سے محفوظ رہے، جب تک بچہ کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہوگی اس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔......

بچپن کی بدصحبت ایسی بدعادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے کہ آئندہ عمر میں ان کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے۔'' (الازہار لذوات الخمار،از:لجنہ اماءاللہ پاکستان صفحہ ۱۶۰)

تین بنیادی عادات

''محنت کی عادت، سچ کی عادت اور نماز کی عادت ان (بچوں) میں پیدا ہو جائے۔ اگر یہ تین عادتیں ان میں پیدا کر دی جائیں تو یقیناً جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ پس بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے، سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے اور نمازوں کی باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔ نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں۔ اگر کوئی قوم چاہتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے تو اس کا فرض ہے کہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے۔'' (مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۶۱،از: خدام الاحمدیہ پاکستان)

بچوں کو نماز باجماعت کا پابند کرو

''پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقع ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کرتا ہوں۔ اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند ہو اور پھر اس کی اصلاح کا کوئی موقع نہ رہے خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو۔ نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بداعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقع ہے، مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔ (تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۶۵۲)

بچوں کے خونی اور قاتل

''بڑا آدمی اگر خود باجماعت نماز نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آ سکتا کہ یہ کہا جا سکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابلِ علاج نہیں رہے۔'' (الازہار لذوات الخمار، مرتبہ: حضرت سیدہ مریم صدیقہ صفحہ ۱۶۸)

نتیجہ ضرور نکلے گا

''نماز روحانی جسم کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ جس طرح ایک بیمار جسم محض یہ کہہ کر موت سے بچ نہیں سکتا کہ وہ بیمار ہے اور بیمار ہونے کی وجہ سے وہ روٹی نہیں کھا سکتا۔ اسی طرح ایک روحانی جسم بھی یہ کہہ کر موت سے نہیں بچ سکتا کہ وہ بیمار ہے اور نماز نہیں پڑھ سکتا۔ باوجود اس کے کہ ایک شخص بیمار ہے اور کھانا نہیں کھا سکتا، مثلاً اس کے گلے میں ورم ہو گیا ہے یا جبڑا اجُڑ گیا ہے، یا معدہ غذا کو اپنے اندر رکھ نہیں سکتا، یا غذا کو انتڑیوں کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ یا منہ کی طرف سے باہر پھینک دیتا ہے یا کوئی رسولی پیدا ہو گئی ہے یا سرطان ہو گیا ہے اور غذا معدہ میں ٹھہرتی نہیں بلکہ قے ہو جاتی ہے یا غذا معدہ کے اندر جاتی نہیں یا انتڑیوں میں غذا ٹھہرتی نہیں یا پچتی نہیں۔ پھر بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرے گا نہیں۔ اس لئے کہ روٹی کے بغیر انسانی جسم بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ ایک شخص کسی عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا وہ مرے گا۔ بعض لوگ عدم فرصت کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ وجہ جائز ہے اس لئے نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ حالانکہ ان کا یہ خیال درست نہیں، وجہ جائز ہو یا ناجائز نتیجہ ضرور نکلے گا۔'' (تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۶۵۱)

بچوں کو خوش مزاج بنائیں

''بچوں کو خوش اخلاق بنانا چاہیے، خوش مزاج بنانا چاہیے۔ پھر اچھے اخلاق میں تحمل مزاجی بھی ہے، تو بچپن سے ہی ماں باپ کو اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جن کو اگر نہ کیا جائے تو بچوں کو جو رونے کی اور ہر وقت بلاوجہ ریں ریں کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے، وہ ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً بچہ کے دودھ یا کھانے کا وقت ہے، ماں کام کر رہی ہے، بچہ دودھ یا کھانا مانگتا ہے، ماں کہتی ہے ٹھہرو، میں یہ کام ختم کر لوں، تمہیں دیتی ہوں۔ اب بچہ شاید دو منٹ تو صبر کر لے، پھر وہ رونا شروع ہو جائے گا۔ بعض دفعہ اتنی چیخم دوڑ ہوتی ہے کہ لگتا ہے کہ آفت آ گئی ہے۔ تو پھر جب دو تین دفعہ اس طرح ہو تو بچہ سمجھ جاتا ہے کہ اب میں نے جو چیز بھی مانگنی ہے، جو کام بھی کرنا ہے اور جو کام کروانا ہے، بغیر روئے کے نہیں ہو سکتا۔ اس طرح بچہ کے اخلاق پر آہستہ آہستہ اثر ہو رہا ہوتا ہے اور وہ غیر محسوس طریقہ سے غصہ اور ضد کے اثر میں پروان چڑھ رہا ہوتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۴ء صفحہ ۳)

عدمِ تربیت تباہی لاتی ہے

"جب رسول کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ کی قوت قدسیہ سے اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لاکھوں نیک لوگ پیدا کئے۔ لیکن دوسرے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا کرنا عورت کا کام تھا کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ آخر انسان تھے اور انہوں نے ایک دن فوت ہو جانا تھا۔

پس پہلا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد رسول اللہ ﷺ نے پیدا کیا لیکن دوسرا ابوبکر ایک عورت ہی پیدا کر سکتی تھی۔ پہلا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد رسول اللہ ﷺ نے پیدا کیا لیکن دوسرا عمر ایک عورت ہی پیدا کر سکتی تھی، پہلا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد رسول اللہ ﷺ نے پیدا کیا لیکن دوسرا عثمان ایک عورت ہی پیدا کر سکتی ہے، پہلا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے پیدا کیا لیکن دوسرا علی ایک عورت ہی پیدا کر سکتی ہے، اور جب انہوں نے پیدا نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ تباہی آ گئی۔ عدل جاتا رہا۔ انصاف قائم نہ رہا اور چاروں طرف ظلم ہی ظلم ہونے لگا۔ آخر مسلمانوں کی اگلی نسل کیوں بگڑی؟ کیا ان کے بگاڑنے کے لئے جہنم سے شیطان آئے تھے؟ وہ اس لئے بگڑے کہ عورتوں نے اپنی ذمہ داری نہ سمجھی اور انہوں نے اپنی اولاد کو ایسی تعلیم نہ دی جس کے ماتحت وہ اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوتے۔"

(الازھار لذوات الخمار حصہ دوم از: حضرت سیدہ مریم صدیقہ صفحہ: ۹۶، ۹۷)

بُری عادت سے ٹوکنا چاہئے

"مجھے ایک دوست کا احسان اپنی ساری زندگی میں نہیں بھول سکتا اور میں جب بھی اس دوست کی اولاد پر مشکل پڑی دیکھتا ہوں تو میرے دل میں ٹیس اٹھتی ہے اور ان کی بہبودی کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔ ۱۹۰۳ء کی بات ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی کرم دین والے مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں مقیم تھے، وہ دوست جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، مراد آباد یوپی کے رہنے والے تھے اور فوج میں رسالدار میجر تھے، محمد ایوب ان کا نام تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود سے ملنے کے لئے گورداسپور آئے تھے، انہوں نے دو باتیں ایسی کیں جو میرے لئے ہدایت کا موجب ہوئیں۔ دلّی میں رواج تھا کہ بچے باپ کو تم کہہ کر خطاب کرتے تھے، اسی طرح بیوی خاوند کو تم کہتی۔ لکھنؤ وغیرہ میں "آپ" کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ گھر میں ہمیشہ تم تم کا لفظ سنتے رہنے سے میری عادت بھی تم کہنے کی ہوگئی تھی۔ یوں تو میری عادت تھی کہ میں حتّی الوسع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرنے سے کتراتا تھا لیکن اگر ضرورت پڑ جاتی اور مجبوراً مخاطب کرنا پڑتا تو تم کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے اس دوست کی موجودگی میں آپ سے کوئی بات کرنی پڑی اور میں نے تم کا لفظ استعمال کیا۔ یہ سن کر اس دوست نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور مجلس سے ایک طرف لے گئے اور کہا "میرے دل میں آپ کا بڑا ادب ہے لیکن یہ ادب ہی چاہتا ہے کہ آپ کو آپ کی غلطی سے آگاہ کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے وقت کبھی بھی تم کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ آپ کے لفظ سے مخاطب کریں ورنہ آپ نے پھر یہ لفظ بولا تو جان لے لوں گا۔" مجھے تو تم کا لفظ استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے تم اور آپ میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا تھا بلکہ میں آپ کی نسبت تم کے لفظ کو زیادہ پسند کرتا تھا اور حالت یہ تھی کہ آپ کا لفظ بولتے ہوئے مجھے بوجہ عادت نہ ہونے کے شرم سے پسینہ آ جاتا تھا، کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ آپ کہنا جرم ہے۔ مگر اس دوست کے سمجھانے کے بعد میں آپ کا لفظ استعمال کرنے لگا اور ان کی اس نصیحت کا اثر اب تک میرے دل میں موجود ہے۔"

(سوانح فضلِ عمرؓ جلد اوّل از: حضرت مرزا طاہر احمد صاحب صفحہ ۹۰، ۹۱۔ فضلِ عمرؓ فاؤنڈیشن ربوہ)

غلط روش کی نشان دہی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کی تربیت کے لئے غلط روش کی نشان دہی کو ضروری قرار دیتے ہوئے اپنا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ "میں نے لاہور آنے پر یہاں بعض لڑکوں کو نکٹائی لگاتے دیکھا اور میں نے بھی شوق سے ایک نکٹائی خرید لی اور پہننی شروع کر دی۔ گورداسپور میں ایک دوست میجر محمد ایوب صاحب مرحوم مجھے پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے 'آج آپ نے نکٹائی پہنی ہے تو کل ہم کنچنیوں کا تماشا دیکھنے لگ جائیں گے کیونکہ ہم نے تو آپ سے سبق سیکھنا ہے۔ جو قدم آپ اٹھائیں گے ہم بھی آپ کے پیچھے چلیں گے' یہ کہہ کر انہوں نے مجھ سے نکٹائی مانگی اور میں نے اتار کر ان کو دے دی۔"

(سوانح فضل عمر جلد اوّل از: حضرت مرزا طاہر احمد صاحب صفحہ ۹۱۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

غلطی کی اصلاح کی کوشش

"لوگ ابتدا میں اپنی اولادوں کی تربیت کی فکر نہیں کرتے اور اگر کوئی کہے تو اس سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں اور ہر شخص اپنے لڑکے کو معصوم سمجھتا ہے۔ دوسرے کے لڑکے کے متعلق تو وہ کوئی بات سن بھی لیتا ہے لیکن اپنے لڑکے کے متعلق کوئی بات نہیں سن سکتا۔ بلکہ اگر کوئی کہے تو الٹا اسے ڈانٹنا شروع کر دیتا ہے کہ آپ پہلے اپنے بچے کی خبر لیں۔ ...... بجائے اس کے کہ وہ خوش ہوں کہ کسی نے میرے لڑکے کی بیماری کا پتہ دے دیا ہے، اُلٹا لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ طریق نہایت نامناسب ہے۔ ہماری جماعت کے ہر شخص کا فرض ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کے لئے کوشاں رہے۔" (روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۱ء)

نونہالانِ جماعت کو نصائح

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی جماعت کے بچوں کی تربیت کے لئے اشعار اور نظم کی صورت میں جو نصائح فرمائیں وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، ان میں سے ایک ایک شعر اپنے اندر نصیحت و اخلاص کے سبق لئے ہوئے ہے۔ اس پوری نظم کے اشعار ذیل میں تحریر ہیں:

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مِرا پیغام نہ ہو
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تا کہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم، تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو!
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو
تم میں اسلام کا ہو مغز، فقط نام نہ ہو

سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دشنام نہ ہو
خیر اندیشیٔ احباب رہے مدنظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمّام نہ ہو
چھوڑ دو حرص کرو زُہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیمِ دلآرام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہوں پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
مال ہو پاس تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایام نہ ہو
حُسن اس کا نہیں کھلتا تمہیں یہ یاد رہے
دوشِ مسلم پہ اگر چادرِ احرام نہ ہو
عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو
جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اس کو
علم کے نام سے پَر تابعِ اوہام نہ ہو
دشمنی ہو نہ محبّانِ محمدؐ سے تمہیں
جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو
امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حکام نہ ہو
اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو
حُسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے
دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو
تم مدبر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہوں گے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو
سیلف رسپیکٹ کا بھی خیال رکھو تم بے شک
یہ نہ ہو پَر کہ کسی شخص کا اکرام نہ ہو
عُسر ہو یُسر ہو، تنگی ہو کہ آسائش ہو
کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اسلام نہ ہو
تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا
نفسِ وحشی و جفاکش اگر رام نہ ہو
منّ و احسان سے اعمال کو کرنا نہ خراب
رشتۂ وصل کہیں قطع سرِ بام نہ ہو
بھولیو مت کہ نزاکت ہے نصیب نسواں
مَرد وہ ہے جو جفاکش ہو گُل اندام نہ ہو
شکلِ مَے دیکھ کر گرنا نہ مگس کی مانند
دیکھ لینا کہ کہیں دُرد تہِ جام نہ ہو
یاد رکھنا کہ کبھی بھی نہیں پاتا عزت
یار کی راہ میں جب تک کوئی بدنام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اے مرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو
گامزن ہو گے رہِ صدق و صفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سر انجام نہ ہو
حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو آموختۂ درسِ وفا خام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
ظلمتِ رنج و غم و دَرد سے محفوظ رہو
مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ 84۔از: خدام الاحمدیہ پاکستان)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نمونوں اور ہدایات وارشادات کے مطابق اپنی اور اپنی نسلوں کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت میاں چراغ دین صاحب رضی اللہ عنہ

ساتھ والی زمین میرے لئے ریزرو کردی جائے۔ وہاں کے کارکن میاں چراغ کو نہ جانتے تھے انہوں نے مایوس واپس بھجوا دیا۔ وہاں سے سیدھے حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے گھر پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت میاں صاحبؓ نے دفتر بہشتی مقبرہ کو لکھا کہ میاں چراغ حضرت اقدسؑ کا بچپن سے قدیمی خادم ہے۔ اس کی بیوی کے خواب اور حضرت اقدسؑ کے ارشاد کا میاں صاحبؓ کو علم تھا۔ چنانچہ وہ جگہ میاں چراغ کے لئے ریزرو کردی گئی۔ یہ واقعہ مجھے میاں چراغ نے خود سنایا اور بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ آخرکار 15 راگست 1961ء کو میاں چراغ نے وفات پائی اور اپنی بیوی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

بہر حال میاں چراغ جو بنیادی طور پر ان پڑھ اور بظاہر کچھ بھی نہ تھے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت واطاعت اور حضورؑ کے فیضان سے باریاب ہوئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح نوازا اور ان کا انجام بخیر ہوا۔

'خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را'

حضرت میاں چراغ دین صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

(عبدالرحمٰن شاکر)

خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر بہتوں کی ہدایت کا موجب بنایا۔لیکن قادیان کے اکثر باشندے محروم ہی رہے سوائے گنتی کی چند سعید روحوں کے۔ بلکہ قادیان کے ہندوؤں نے تو صد ہا نشان دیکھ کر بھی خاموش رہنا پسند کیا۔اور تو اور ملاوامل کو ہی دیکھ لیں آخر تک حضرت اقدسؑ کے ساتھ نشست و برخاست رہی۔اپنی ذات میں زبردست نشان دیکھا۔حضورؑ نے 1907ء میں ''قادیان کے آریہ اور ہم'' ایک رسالہ لکھ کر ان لوگوں پر حجت تمام کی مگر سب اپنے مذہب پر ہی قائم رہے۔

قادیان کے مسلمان باشندوں میں سے چار پانچ اشخاص کے سوا حضرتؑ کو کسی نے قبول نہ کیا۔ان سعادت مندوں میں سے ایک میاں چراغ دین صاحب بھی تھے۔ان کا گھر سید محمد علی شاہ صاحب رئیس قادیان کے گھر کے بالکل سامنے تھا۔یہ بچپن سے ہی حضرتؑ کے خادم رہے۔

حضرت میاں چراغ دین صاحب درمیانہ قد،سادہ طبع،نرم گفتار شرمیلے اور دیانت دار آدمی تھے۔ان کی بیعت 1905ء سے بہر حال پہلے کی ہے۔میاں چراغ دین صاحب کے ساتھ حضرت کے اندرونِ خانہ ایک لڑکی مہتاب بی بی کام کرتی تھی۔جب یہ دونوں جوان ہوگئے تو حضور نے ان دونوں کی شادی کرادی اور وہ حسبِ دستور حضورؑ کی خدمت کرتے رہے۔ایک دن مہتاب بی بی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اور ان کے شوہر میاں چراغ دین دونوں جنت میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کرتے ہیں۔صبح اٹھ کر یہ خواب مہتاب بی بی نے حضرتؑ کو سنایا۔حضورؑ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ قادر ہے۔اس میں کیا مشکل ہے؟''

میاں چراغ دینؓ کے حالات بڑے دلچسپ ہیں۔حضور علیہ السلام ایک دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے تھے۔بارش ہو کر تھمی تھی۔حضورؑ سیر کو چلے میاں چراغ دین اس وقت نوعمر اور بہت شوخ تھے۔چلتے چلتے گر پڑے۔منشی ظفر احمد نے کہا کہ ''اچھا ہوا یہ بڑا شریر ہے۔'' حضرت نے چپکے سے منشی صاحب کے کان میں فرمایا کہ ''بڑے بھی گر جاتے ہیں!'' یہ سن کر منشی ظفر صاحب گھبرا گئے اور رونے لگ گئے مگر حضورؑ نے تسلی دی کہ ''آپ کو میں نے نہیں کہا۔آپ تو ہمارے ساتھ ہیں۔''

(روایات منشی ظفر احمد صاحب صفحہ 135 روایت نمبر 108)

ایک دفعہ لدھیانہ میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔منادی ہو رہی تھی۔میاں چراغ دین نے زنانے میں آ کر کہا کہ پوریاں اور حلوہ خوب کھایا کرو اس سے ہیضہ نہیں ہوگا۔دراصل انہوں نے مذاق کیا تھا۔حضرتِ اقدسؑ کچھ روپے لے کر باہر تشریف لائے اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے فرمایا کہ ''دوستوں کو حلوہ پوری کھلایا جائے کیونکہ چراغ کہتا ہے کہ ایسی منادی ہو رہی ہے۔'' مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کیا کہ ''چراغ تو شریر ہے یہ چیز تو ہیضے کے لئے مضر ہے چراغ نے تو ایسے ہی کہہ دیا ہے۔'' آپؑ نے فرمایا:''ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے شاید کوئی نئی تحقیق ہوئی ہو۔'' پھر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ بعد میں منشی ظفر احمد صاحبؓ نے چراغ کو ڈانٹا تو وہ کہنے لگے کہ مجھے کیا خبر تھی کہ حضرت جی اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔'' (الحکم 28مارچ 1934ء)

ایک دفعہ ایک عالم آدمی قادیان میں بارہ نمبرداروں کے ساتھ آیا۔وہ صرف تحقیق کے لئے آیا تھا۔ایک رات منشی ظفر احمد صاحب کو کہنے لگا کہ ''مرزا صاحب کی عربی تحریریں بہت پایہ کی ہوتی ہیں۔ضرور انہوں نے کوئی عرب ملازم رکھے ہوئے ہوں گے جو لکھ کر دیتے ہوں گے۔'' منشی ظفر احمد صاحب نے کہا کہ ''ہاں دو علماء رات کو ہوتے ہیں ایک تو حافظ معین الدین صاحب اور دوسرے مولوی محمد چراغ صاحب''۔حضرت اقدسؑ بھی یہ گفتگو سن رہے تھے۔حضور بہت ہنسے۔اگلے دن وہی حضورؑ نے منشی صاحب سے فرمایا کہ ''انہیں وہ دونوں علماء دکھا تو دیں'' منشی صاحب نے چراغ دین اور معین الدین کو بلا کر مولوی صاحب کے سامنے کھڑا کر دیا۔ چراغ ایک ان پڑھ باقندہ تھا اور معین الدین ایک نابینا فقیر جو حضرتؑ کے پاؤں دبایا کرتا تھا۔اس پر مولوی صاحب کے شکوک دُور ہو گئے اور بیعت کر لی۔

(روایت منشی ظفر احمد صاحب سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت 777)

ایک دفعہ دو عیسائی مشنری عورتیں بٹالہ سے قادیان آئیں۔ انہوں نے ہر چووال جانا تھا جو سات میل آگے ہے مگر سواری نہ ملتی تھی۔وہ حضورؑ کے مکان پر آگئیں۔ چراغ نے اندر جا کر حضرتؑ کو اطلاع دی۔حضورؑ نے پوچھا: ''وہ کیا چاہتی ہیں؟'' چراغ نے جواب دیا کہ بحث کرنے آئی ہیں۔حضورؑ نے باہر کرسیاں بچھوادیں۔ جب باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ انہیں سواری کی ضرورت ہے حضورؑ نے کنہیا لال سے کہہ کر انتظام کروادیا۔ واپس جا کر جب چراغ سے دریافت کیا کہ ''تمہیں کیسے پتہ لگا تھا کہ یہ عورتیں بحث کرنے آئی تھیں؟'' تو اس نے جواب دیا کہ ''آپ کے پاس اور آتا ہی کون ہے؟'' (سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ 57)

ایک دفعہ حافظ حامد علی صاحب کو حضورؑ نے روپے دیئے کہ بازار سے گھی لے آو۔انہوں نے گھی کا ٹین میاں چراغ کو اُٹھوا دیا۔بارش ہو کر تھمی تھی۔ چراغ کا پاؤں پھسلا اور گھی ضائع ہوگیا۔وہ روتے ہوئے حضورؑ کے پاس پہنچے۔حضورؑ نے انہیں تو کچھ نہ کہا مگر حامد علی کو فرمایا کہ یہ آپ کا کام تھا،دیکھئے نقصان ہوگیا۔تب اَور پیسے دیئے کہ گھی لے آئیں۔

بعد میں میاں چراغ کو مدرسہ احمدیہ میں چپراسی کی خدمت دے دی گئی۔کچھ تنخواہ مل جاتی اور کچھ بورڈنگ کا کام کرنے کے عوض کھانا مل جاتا۔پھر وہیں سے پنشن بھی پائی۔

تقسیم ملک کے بعد ربوہ آ گئے۔ یہاں ان کی اہلیہ مہتاب بی بی صاحبہ 18/اکتوبر 1960ء کو فوت ہو کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ میاں چراغ کو بہت صدمہ ہوا۔عمر کے تقاضے کی وجہ سے ٹانگ پر فالج ہوگیا۔اپنی بیوی کا خواب یاد تھا۔ایک دن لنگڑاتے ہوئے دفتر بہشتی مقبرہ جا کر کہا کہ میری بیوی کی قبر کے

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے

(سیّد حسن خان)

مرکز احمدیت ربوہ میں گزارے ہوئے اپنے ابتدائی سالوں کی یادیں ہمارے دل و دماغ سے کبھی محو نہیں ہوسکتیں۔ ایسے فرشتہ سیرت اور قابل قدر وجودوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اُن سے محبت اور خدمت کے عوض بھرپور دعائیں لیتے جن کا ثمر آج بھی مل رہا ہے۔

مکرم و محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے مرحوم و مغفور اپنے نام کی صورت ایک صوفی صفت، انتہائی نیک، عالم فاضل، اسلام اور احمدیت کے سچے مخلص اور فدائی احمدی مسلمان تھے۔ آپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک مایہ ناز پروفیسر تھے۔ ہمارے محلّہ دارالرحمت غربی میں رہتے تھے۔ آپ کی ایک بہت بڑی صفت یہ تھی کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو آپ غلہ منڈی میں بنفسِ نفیس تشریف لاکر تمام دکان داروں کو نماز کے وقت کی یاددہانی کرواتے اور تلقین کرتے کہ دکانیں بند کرکے مسجد میں جاکر نماز ادا کریں کیونکہ نماز دنیا کے کاموں سے بہتر ہے۔ آپ کی اس نیک عادت کو لوگ آج بھی یاد کرتے ہیں۔

آپ کی ہمشیرہ ہمارے گھر کے پاس رہتی تھیں۔ آپ کے والد محترم صوفی عطاء محمد صاحب مرحوم مغفور بھی ایک بہت ہی بزرگ، ولی اللہ اور فرشتہ صفت انسان تھے جو اپنی بیٹی کے ہمراہ رہتے تھے۔ محترم صوفی صاحب اُن کے ہاں آیا کرتے تھے اس لئے بھی میرا تعلق آپ سے زیادہ ہوگیا تھا۔ آپ مجھے اور اپنے بھانجے ظہیرالدین بابر مرحوم کو دوستوں کے ساتھ بے وجہ گھومنے پھرنے سے روکتے اور نمازیں پڑھنے کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ صوفی صاحب مرحوم کے والد صاحب مرحوم مغفور گھر سے باہر اپنے چند بزرگ دوستوں کے ساتھ بعض اوقات نماز ادا کیا کرتے تھے تو ہمیں حکم تھا کہ ہم باہر زمین کو ٹھنڈا اور صاف کریں اور چادریں اور جائے نماز بچھائیں۔

آپ کے والد محترم بعض اوقات اپنے بزرگ دوستوں کے ساتھ گھر سے باہر چٹائیاں بچھا کر ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے۔ محترم صوفی صاحب کے برادر اصغر محترم مبشر احمد صاحب (سابق صدر جماعت احمدیہ سلاؤ، لندن) نے مجھے بتایا کہ ایک رات اُن کے والد محترم اپنے دوستوں کے ساتھ اسی طرح نماز میں دعا کررہے تھے تو اُن کے ہاتھوں پر شہد آیا جو انہوں نے اپنے ساتھ نماز میں شامل دوستوں کو بھی بطور تبرک دیا۔

صوفی بشارت الرحمٰن صاحب بھی اپنے والد مرحوم مغفور کی طرح بہت ہی نیک وجود تھے بلکہ آپ کا سارا خاندان خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک صالح اور انسانی ہمدردی رکھنے والا ہے۔ صوفی صاحب ہمارے محلّہ غلہ منڈی کے نیک اور ہمدرد وجود تھے جو ہر ایک کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اور مجھ جیسے غریب شخص کا تو ہر وقت خیال کیا کرتے تھے۔ جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو حضورؒ کی جگہ کچھ عرصہ محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کالج کے پرنسپل رہے۔ آپ انتظامی لحاظ سے بہت سخت تھے۔ آپ کی خواہش بھی ہوتی تھی کہ ہر احمدی بچہ نیک اور نمازی ہوجائے۔ مجھ پر آپ ہمیشہ مہربان رہے۔ جب بھی مجھے ضرورت ہوتی آپ فوراً میری مدد کیا کرتے تھے۔ آپ کی تو ہزاروں نیکیاں ہیں جو بیان نہیں ہوسکتیں۔

علمی لحاظ سے بھی آپ بہت بلند پایہ کے بزرگ انسان تھے۔ غلہ منڈی کی مسجد ناصر میں بعض اوقات حدیث کا بھی درس دیا کرتے تھے۔ آپ محلّے میں نیکی پیدا کرنے والے ایک عظیم انسان تھے۔ ہمارے محلّے کی مسجد ناصر میں بعض اوقات نماز بھی پڑھایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے میں جب بھی آپ کے گھر جاتا تو آپ کی بیٹھک میں بے شمار کتابیں پڑی ہوئی دیکھتا۔ مجھے آپ کے گھر کئی بار جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کی طرح آپ کا گھر بھی سادہ سا تھا۔ ہمیشہ اپنے بھانجے بابر کے بارے میں مجھے کہتے کہ بابر کو بھی نماز کے لئے ساتھ لایا کرو۔ ویسے خوشی کی بات ہے کہ بابر بھائی بھی ایک بہت ہی نیک فطرت اور غریب پرور انسان تھے۔

محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایک دفعہ لندن تشریف لائے تو میری درخواست پر میرے ہاں بھی آئے۔ انہیں بیٹھک میں بٹھا کر جب مَیں کچھ دیر بعد دوبارہ اُن کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ کرسی پر سورہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو مجھے کہنے لگے حسن تمہارے گھر میں مجھے اتنا سکون ملا کہ مجھے تو نیند ہی آگئی۔

میرے بچپن میں ایک دفعہ آپ نے مجھے اپنے دوستوں کے ساتھ رحمت بازار میں گھومتے دیکھا جبکہ نماز کا وقت بھی ہونے والا تھا تو آپ مجھے نصیحتاً کہنے لگے کہ تم تو نمازی ہو، ان کے ساتھ نہ پھرا کرو۔ اس پر میں نے کہا کہ صوفی صاحب وہ میرے دوست ہیں ان کے ساتھ نہ پھروں یا کھیلوں تو کس کے ساتھ کھیلوں؟ ہنس کر کہنے لگے: اچھا ٹھیک ہے مگر اپنا خیال رکھنا۔

ایک بار آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے اپنی فیملی کے ساتھ کوہ مری کی سیر کا پروگرام بنایا تو صوفی صاحب کے کہنے پر وہ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہ سفر بہت پُرلطف تھا۔

اللہ تعالیٰ محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن مرحوم مغفور کو اپنے فضل سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ان کی نیکی کے چرچے ہمیشہ ہوتے رہیں اور ان کی دعائیں ہمیشہ ہمارے لئے قبول ہوتی رہیں۔ آمین

جنگ جمل کی وجوہات، واقعات اور اثرات

(محمود احمد ملک)

جنگ جمل مسلمانوں کے درمیان لڑی جانے والی پہلی خونریز جنگ تھی جس کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا اور اُمّتِ مسلمہ کی روزافزوں ترقیات کوسبوتاژ کرکے اس جنگ نے باہمی نفرت کے وہ بیج بودیے جو آج بھی کانٹے اُگا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3؍اپریل 2020ء میں بدری صحابہ کے تذکرہ میں جنگ جمل کے حالات کا بھی ذکر فرمایا تا کہ اس حوالے سے تاریخ میں راہ پاجانے والی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔ نیز ضمناً غیر مبایعین کے انکارِ بیعتِ خلافت کے پس منظر میں غیر مبایعین کے چند دلائل کا ردّ بھی فرمادیا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ سے متعلّقہ حصہ اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو تمام لوگ حضرت علیؓ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے جن میں صحابہ اور اس کے علاوہ تابعین بھی شامل تھے۔ وہ سب یہی کہہ رہے تھے کہ علیؓ امیر المومنین ہیں یہاں تک کہ وہ آپؓ کے گھر حاضر ہوگئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ پس آپؓ اپنا ہاتھ بڑھایئے کیونکہ آپؓ اس کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے بلکہ یہ اصحاب بدر کا کام ہے۔ جس کے بارے میں اصحابِ بدر راضی ہوں تو وہ خلیفہ ہوگا۔ پس وہ سب اصحاب بدر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر انہوں نے عرض کی ہم کسی کو آپؓ سے زیادہ اس کا حق دار نہیں دیکھتے۔ پس اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ ہم آپؓ کی بیعت کریں۔ آپؓ نے فرمایا طلحہؓ اور زبیرؓ کہاں ہیں؟ سب سے پہلے آپؓ کی زبانی بیعت حضرت طلحہؓ نے کی اور دستی بیعت حضرت سعدؓ نے کی۔ جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو مسجد گئے اور منبر پر چڑھے۔ سب سے پہلا شخص جو آپؓ کے پاس اوپر آیا اور انہوں نے بیعت کی وہ حضرت طلحہؓ تھے۔ اس کے بعد حضرت زبیرؓ اور باقی اصحاب نے حضرت علیؓ کی بیعت کی۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی یا نہیں، خواجہ کمال الدین صاحب کے بعض اعتراضوں کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے یہ ذکر فرمایا (اور یہ ذکر بیان کرنا انتہائی ضروری ہے اس لیے میں بیان کررہا ہوں) کہ ''طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کے بیعت نہ کرنے سے آپ حجت نہ پکڑیں۔'' یعنی خواجہ صاحب کو کہہ رہے ہیں۔ ''ان کو انکارِ خلافت نہ تھا بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا سوال تھا۔ پھر میں آپ کو بتاؤں جس نے آپ سے کہا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی وہ غلط کہتا ہے۔ حضرت عائشہؓ تو اپنی غلطی کا اقرار کرکے مدینہ جا بیٹھیں اور طلحہؓ اور زبیرؓ نہیں فوت ہوئے جب تک بیعت نہ کرلی۔'' چنانچہ خصائص کبریٰ کی جلد ثانی میں حاکم نے روایت کی ہے کہ ثور بن مجزاء نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں واقعہ جمل کے دن حضرت طلحہؓ کے پاس سے گزرا۔ اس وقت ان کی نزع کی حالت قریب تھی۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم کون سے گروہ میں سے ہو؟ میں نے کہا کہ حضرت امیر المومنین علیؓ کی جماعت میں سے ہوں تو کہنے لگے اچھا اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا کہ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔'' چنانچہ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی'' اور پھر جان بحق تسلیم کرگئے۔ میں نے آ کر حضرت علیؓ سے تمام واقعہ عرض کردیا۔ آپؓ سن کر کہنے لگے۔ اللہ اکبر! خدا کے رسول کی بات کیا سچی ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہی چاہا کہ طلحہ میری بیعت کے بغیر جنت میں نہ جائے۔ (آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔)

حضرت عائشہؓ کے پاس ایک دفعہ واقعہ جمل مذکور ہوا تو کہنے لگیں کہ کاش جس طرح اَور لوگ اس روز بیٹھے رہے میں بھی بیٹھی رہتی۔ اس بات کی تمنا مجھے اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ میں آنحضرت ﷺ سے دس بچے جنتی جن میں سے ہر بچہ عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام جیسا ہوتا۔'' پھر اگلی بات جو ہے وہ یہ ہے''......اور طلحہؓ اور زبیر عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ کی بشارت کا سچا ہونا یقینی ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ انہوں نے خروج سے رجوع اور توبہ کرلی۔''

(القول الفصل، انوار العلوم جلد2 صفحہ 318-319)

حضرت عثمانؓ کی شہادت، حضرت علیؓ کی بیعت اور جنگِ جمل کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ'' قاتلوں کے گروہ مختلف جہات میں پھیل گئے تھے اور اپنے آپ کو الزام سے بچانے کے لیے دوسروں پر الزام لگاتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے بیعت لے لی ہے تو ان کو آپ پر الزام لگانے کا عمدہ موقع مل گیا اور یہ بات درست بھی تھی کہ آپ (یعنی حضرت علیؓ) کے اردگرد حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے کچھ لوگ جمع بھی ہوگئے تھے۔ اس لیے ان (مخالفین اور منافقین) کو الزام لگانے کا عمدہ موقع حاصل تھا۔ چنانچہ ان میں سے جو جماعت مکہ کی طرف گئی تھی۔ اس نے حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا۔ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت اس شرط پر کرلی تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے جلد سے جلد بدلہ لیں گے۔ انہوں نے (یعنی ان دونوں نے) جلدی کے جومعنی سمجھے تھے وہ حضرت علیؓ کے نزدیک خلاف مصلحت تھے۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے تمام صوبوں کا انتظام ہوجائے پھر قاتلوں کو سزا دینے کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ اوّل مقدم اسلام کی حفاظت ہے۔ قاتلوں کے معاملہ میں دیر ہونے سے کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح قاتلوں کی تعیین میں بھی اختلاف تھا۔ جولوگ نہایت افسردہ شکلیں بنا کر سب سے پہلے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اور اسلام میں تفرقہ ہوجانے کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے ان کی نسبت حضرت علیؓ کو بالطبع شبہ نہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ فساد کے بانی ہیں۔ دوسرے لوگ ان پر شبہ کرتے تھے۔ اس اختلاف کی وجہ سے طلحہؓ اور زبیرؓ نے یہ سمجھا کہ حضرت علیؓ اپنے عہد سے پھرتے

ہیں۔ چونکہ انہوں نے ایک شرط پر بیعت کی تھی اور وہ شرط ان کے خیال میں حضرت علیؓ نے پوری نہ کی تھی اس لیے وہ شرعاً اپنے آپ کو بیعت سے آزاد خیال کرتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ کا اعلان ان کو پہنچا تو وہ بھی ان کے ساتھ جا ملے۔ اور سب مل کر بصرہ کی طرف چلے گئے۔ بصرہ میں گورنر نے لوگوں کو آپ کے ساتھ ملنے سے باز رکھا لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے صرف اکراہ سے اور ایک شرط سے مقید کر کے حضرت علیؓ کی بیعت کی ہے تو اکثر لوگ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب حضرت علیؓ کو اس لشکر کا علم ہوا تو آپ نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بصرہ پہنچ کر آپ نے ایک آدمی کو حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرف بھیجا۔ وہ آدمی پہلے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپؓ کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا ارادہ صرف اصلاح ہے اس کے بعد اس شخص نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو بھی بلوایا اور ان سے پوچھا کہ آپؓ بھی اسی لیے جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ کا منشاء اصلاح ہے تو اس کا یہ طریق نہیں جو آپ نے اختیار کیا ہے، اس کا نتیجہ تو فساد ہے۔ اِس وقت ملک کی ایسی حالت ہے کہ اگر ایک شخص کو آپ قتل کریں گے تو ہزار اس کی تائید میں کھڑے ہو جائیں گے اور اس کا مقابلہ کریں گے تو اَور بھی زیادہ لوگ ان کی مدد کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ پس اصلاح یہ ہے کہ پہلے ملک کو اتحاد کی رسی میں باندھا جائے پھر شریروں کو سزا دی جائے ورنہ اس بدامنی میں کسی کو سزا دینا ملک میں اور فتنہ ڈلوانا ہے۔ حکومت پہلے قائم ہو جائے تو وہ سزا دے گی۔ یہ بات سن کر انہوں نے کہا کہ اگر حضرت علیؓ کا یہی عندیہ ہے تو وہ آ جائیں ہم ان کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔ اس پر اس شخص نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی اور طرفین کے قائمقام ایک دوسرے کو ملے اور فیصلہ ہو گیا کہ جنگ کرنا درست نہیں صلح ہونی چاہیے۔

جب یہ خبر سبائیوں کو (یعنی جو عبداللہ بن سبا کی جماعت کے لوگ اور قاتلین حضرت عثمانؓ تھے) پہنچی تو ان کو سخت گھبراہٹ ہوئی اور خفیہ خفیہ ان کی ایک جماعت مشورہ کے لیے اکٹھی ہوئی۔ انہوں نے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ مسلمانوں میں صلح ہو جانی ہمارے لیے سخت مضر ہو گی کیونکہ اسی وقت تک ہم حضرت عثمانؓ کے قتل کی سزا سے بچ سکتے ہیں جب تک کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں گے۔ اگر صلح ہو گئی اور امن ہو گیا تو ہمارا ٹھکانہ کہیں نہیں اس لیے جس طرح سے ہو صلح نہ ہونے دو۔ اتنے میں حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور آپؓ کے پہنچنے کے دوسرے دن آپؓ کی اور حضرت زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔ وقتِ ملاقات حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپؓ نے میرے لڑنے کے لیے تو لشکر تیار کیا ہے مگر کیا خدا کے حضور میں پیش کرنے کے لیے کوئی عذر بھی تیار کیا ہے۔ آپ لوگ کیوں اپنے ہاتھوں سے اس اسلام کے تباہ کرنے کے درپے ہوئے ہیں جس کی خدمت سخت جانکاہیوں سے کی تھی۔ کیا مَیں آپ لوگوں کا بھائی نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے تو ایک دوسرے کا خون حرام سمجھا جاتا تھا لیکن اب حلال ہو گیا۔ اگر کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہوتی تو بھی بات تھی جب کوئی نئی بات پیدا نہیں ہوئی تو پھر یہ مقابلہ کیوں ہے؟ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ آپؓ نے حضرت عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کو اکسایا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہونے والوں پر لعنت کرتا ہوں۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم تُو علیؓ سے جنگ کرے گا اور تُو ظالم ہو گا۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ اپنے لشکر کی طرف واپس لَوٹے اور قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے اور اقرار کیا کہ انہوں نے اجتہاد میں غلطی کی۔ جب یہ خبر لشکر میں پھیلی تو سب کو اطمینان ہو گیا کہ اب جنگ نہ ہو گی بلکہ صلح ہو جائے گی لیکن مفسدوں کو سخت گھبراہٹ ہونے لگی اور جب رات ہوئی تو انہوں نے صلح کو روکنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ان میں سے جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے لشکر پر رات کے وقت شب خون مار دیا اور جو اُن کے لشکر میں تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شب خون مار دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شور پڑ گیا اور ہر فریق نے خیال کیا کہ دوسرے فریق نے اس سے دھوکا کیا حالانکہ اصل میں یہ صرف سبائیوں کا ایک منصوبہ تھا۔

جب جنگ شروع ہو گئی تو حضرت علیؓ نے آواز دی کہ کوئی شخص حضرت عائشہؓ کو اطلاع دے شاید ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو دور کر دے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ آگے کیا گیا لیکن نتیجہ اَور بھی خطرناک نکلا۔ مفسدوں نے یہ دیکھ کر کہ ہماری تدبیر پھر الٹی پڑنے لگی۔ حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر تیر مارنے شروع کیے۔ حضرت عائشہؓ نے زور زور سے پکارنا شروع کیا کہ اے لوگو! جنگ کو ترک کرو اور خدا اور یوم حساب کو یاد کرو۔ لیکن مفسد باز نہ آئے اور برابر آپؓ کے اونٹ پر تیر مارتے چلے گئے۔ چونکہ اہل بصرہ اُس لشکر کے ساتھ تھے جو حضرت عائشہؓ کے اردگرد جمع ہوا تھا اُن کو یہ بات دیکھ کر سخت طیش آیا اور اُمّ المومنین کی یہ گستاخی دیکھ کر ان کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور تلواریں کھینچ کر لشکر مخالف پر حملہ آور ہو گئے۔ اور اب یہ حال ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ جنگ کا مرکز بن گیا۔ صحابہ اور بڑے بڑے بہادر اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور ایک کے بعد ایک قتل ہونا شروع ہوا لیکن اونٹ کی باگ انہوں نے نہ چھوڑی۔ حضرت زبیرؓ تو جنگ میں شامل ہی نہ ہوئے اور ایک طرف نکل گئے مگر ایک شقیؔ نے ان کے پیچھے سے جا کر اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت طلحہؓ عین میدانِ جنگ میں ان مفسدوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جب جنگ تیز ہو گئی تو یہ دیکھ کر کہ اس وقت تک جنگ ختم نہ ہو گی جب تک حضرت عائشہؓ کو درمیان سے ہٹایا نہ جائے بعض لوگوں نے آپؓ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیے اور ہودج اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ تب کہیں جا کر جنگ ختم ہوئی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت علیؓ کا چہرہ مارے رنج کے سرخ ہو گیا لیکن یہ جو کچھ ہوا اس سے چارہ بھی نہ تھا۔ جنگ کے ختم ہونے پر جب مقتولین میں حضرت طلحہؓ کی نعش ملی تو حضرت علیؓ نے سخت افسوس کیا۔

ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس لڑائی میں صحابہؓ کا ہرگز کوئی دخل نہ تھا بلکہ یہ شرارت بھی قاتلان عثمانؓ کی ہی تھی اور یہ کہ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت علیؓ کی بیعت ہی میں فوت ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے ارادہ سے رجوع کر لیا تھا اور حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کا اقرار کر لیا تھا لیکن بعض شریروں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ان کے قاتلوں پر لعنت بھی کی۔''

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 198 تا 201)

جنگِ جمل اور حضرت طلحہؓ کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک اَور جگہ فرماتے ہیں کہ انبیاء جب دنیا میں آتے ہیں تو ان کے ابتدائی ایام میں جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہی بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضرت

رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت سعیدؓ وہ لوگ تھے جو بڑے سمجھے جاتے تھے۔ مگر ان کے بڑے سمجھے جانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کو آرام زیادہ میسر آتا تھا بلکہ ان کے بڑے سمجھے جانے کی وجہ یہ تھی کہ دین کی خاطر انہوں نے دوسروں سے زیادہ تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا اور ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مارنے والوں سے ہمیں بدلہ لینا چاہیے تو اس گروہ کے لیڈر حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ تھے لیکن دوسرے گروہ نے کہا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ چکا ہے۔ آدمی مرا ہی کرتے ہیں۔ سرِ دست ہمیں تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرنا چاہیے تا کہ اسلام کی شوکت اور اس کی عظمت قائم ہو۔ بعد میں ہم ان لوگوں سے بدلے لے لیں گے۔ اس گروہ کے لیڈر حضرت علیؓ تھے۔ یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے الزام لگایا کہ علیؓ ان لوگوں کو پناہ دینا چاہتے ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے اور حضرت علیؓ نے الزام لگایا کہ ان لوگوں کو اپنی ذاتی غرضیں زیادہ مقدم ہیں، اسلام کا فائدہ ان کو مدّ نظر نہیں۔ گویا اختلاف اپنی انتہائی صورت تک پہنچ گیا اور پھر آپس میں جنگ بھی شروع ہوئی۔ ایسی جنگ جس میں حضرت عائشہؓ نے لشکر کی کمان کی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اس لڑائی میں شامل تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ شروع میں مخالفین میں شامل تھے۔ پھر حضرت زبیرؓ تو حضرت علیؓ کی بات سن کر علیحدہ ہو گئے تھے اور دوسرے بھی صلح کرنا چاہتے تھے لیکن پھر مخالفین جو تھے انہوں نے، اور جو منافقین تھے یا جو فتنہ پرداز تھے انہوں نے پھر فتنہ ڈالا۔

لیکن بہرحال یہ دو گروہ تھے اور دونوں فریق میں جنگ جاری تھی تو ایک صحابی حضرت طلحہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا: طلحہ تمہیں یاد ہے کہ فلاں موقع پر میں اور تم رسول کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا طلحہؓ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اَور لشکر میں ہوگے اور علیؓ اَور لشکر میں ہوگا اور علیؓ حق پر ہوگا اور تم غلطی پر ہو گے۔ حضرت طلحہؓ نے یہ سنا تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے کہا: ہاں! مجھے یہ بات یاد آ گئی ہے۔ اور پھر اُسی وقت لشکر سے نکل کر چلے گئے۔ جب وہ لڑائی چھوڑ کر جا رہے تھے تا کہ رسول کریم ﷺ کی بات پوری کی جائے تو ایک بدبخت انسان جو حضرت علیؓ کے لشکر کا سپاہی تھا اس نے پیچھے سے جا کر آپؓ کو خنجر مار کر شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جو حضرت طلحہؓ کا قاتل تھا وہ اس خیال سے کہ مجھے بہت بڑا انعام ملے گا دوڑتا ہوا آیا اور اس نے حضرت علی کو کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کو آپ کے دشمن کے مارے جانے کی خبر دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا کون دشمن؟ اس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے طلحہؓ کو مار دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے شخص! مَیں بھی تجھے رسول کریم ﷺ کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تُو دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا تھا جبکہ طلحہ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور مَیں بھی بیٹھا ہوا تھا کہ اے طلحہ! تُو ایک دفعہ حق و انصاف کی خاطر ذلّت برداشت کرے گا اور تجھے ایک شخص مار ڈالے گا مگر خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔

رِبْعِیْ بِنْ حِرَاشْ سے مروی ہے کہ میں حضرت علیؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ (حضرت طلحہؓ کے بیٹے) عمران بن طلحہ آئے۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو سلام کیا۔ حضرت علیؓ نے ان کو کہا مَرْحَبًا۔ عمران بن طلحہ مَرْحَبًا۔ عمران بن طلحہ نے کہا اے امیر المومنین! آپ مجھے مَرْحَبًا کہتے ہیں حالانکہ آپؓ نے میرے والد کو قتل کیا اور میرا مال لے لیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تمہارا مال تو بیت المال میں الگ پڑا ہوا ہے۔ صبح کو اپنا مال لے جانا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے فرمایا میں نے اسے اپنے تصرّف میں اس لیے لے لیا تھا کہ لوگ اسے اُچک نہ لیں۔ لے نہ جائیں کہیں۔ اور جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ میں نے تمہارے والد کو قتل کر دیا تو میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (الحجر: 48) اور ہم ان کے دلوں سے جو بھی کینے ہیں نکال باہر کریں گے، بھائی بھائی بنتے ہوئے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

محمد انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ جمل کے روز ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا طلحہؓ کے قاتل کو اندر آنے کی اجازت دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ اس قاتل کو دوزخ کی خبر سنا دو۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 169 من بنی تیم بن مرۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں جنگ جمل کے جن اندوہناک حقائق کا اظہار فرمایا ہے، اُس کی کسی قدر تفصیلی تاریخی کتب کی مدد سے بیان کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جنگ جمل کی وجوہات

شہادت سیّدنا عثمانؓ کا پس منظر۔ یہود کی اسلام دشمنی

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد سے یہود نے اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نے ابتدائی دَور میں اُنہیں ناکام و نامراد رکھا۔ لیکن سیّدنا حضرت عثمانؓ کے دَور میں یہودیوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے خلافتِ اسلامیہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔

طبری کی روایت ہے کہ 33-35 ہجری میں ایک یمنی یہودی عبداللہ بن سبا نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کے ظاہری تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ نمازِ فجر کے لیے مسجد میں داخل ہونے والا وہ پہلا شخص ہوتا اور عشاء کے بعد مسجد سے رخصت ہونے والا بھی وہ آخری شخص ہوتا۔ ہر وقت نوافل کی ادائیگی میں مصروف رہتا۔ اکثر روزہ رکھتا اور ورد و وظائف کا تو شمار ہی نہ تھا۔ لیکن اُس کی نیّت مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دینا اور اُن کے اتحاد کو نقصان پہنچانا تھی۔ جب اُس نے دیکھا کہ حضرت علیؓ کی نبی کریم ﷺ سے قریبی رشتہ داری ہے تو اُس نے بظاہر حضرت علیؓ کی محبت میں حضرت عثمانؓ کے خلاف رائے زنی شروع کی۔ لیکن صحابہ کی بڑی تعداد موجود ہونے کی وجہ سے اُس کا فتنہ مدینہ منورہ میں کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ وہ عراق چلا گیا۔

عراق کو اگرچہ مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا لیکن وہاں مقامی لوگوں کے دلوں میں ایرانی بادشاہ کی محبت اور مسلمانوں کے خلاف نفرت موجود تھی۔ وہاں جا کر عبداللہ بن سبا نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی ﷺ کے رشتہ دار (یعنی علیؓ) تو یوں ہی بیٹھے رہیں اور اِدھر اُدھر کے لوگ خلیفہ بن جائیں۔ کیوں نہ عثمانؓ کو ہٹا کر علیؓ کو خلیفہ بنا دیا جائے۔ لوگ آہستہ آہستہ اس کی باتوں سے متأثر

ہونے لگے تو بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کو عبداللہ بن سبا کی منافقت کی خبر ملی۔ انہوں نے اس کو بصرہ سے نکال دیا تو یہ کوفہ پہنچ گیا لیکن وہاں سے بھی نکلوا دیا گیا۔ پھر یہ شام چلا گیا لیکن وہاں کے گورنر حضرت معاویہؓ نے اس کو وہاں سے بھی نکال دیا۔ پھر اُس نے مصر جا کر اپنا پروپیگنڈہ جاری رکھا اور وہاں ایک گروہ کو اکٹھا کرکے اُس نے باقاعدہ ریشہ دوانیوں کا آغاز کیا۔

عبداللہ بن سبا نے جعلسازی سے مختلف علاقوں کے معتمدین کی طرف سے ایک خط تیار کرکے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ دوسرے علاقوں کے معتمدین کو بھجوایا جس میں لکھا تھا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے علاقے میں اسلام زندہ ہے۔ گورنر دیانت دار اور انتظامیہ منصف مزاج ہے جبکہ میرے علاقے میں اسلام مُردہ ہو چکا ہے۔ گورنر شرابی اور عورتوں کا رسیا ہے۔ انتظامیہ بدعنوان ہے۔ وغیرہ

یہ خطوط مدینہ سے مختلف شہروں میں مسلسل آئے اور مساجد میں پڑھ کر سنائے گئے۔ اسی طرح ہر شہر سے ایسے ہی خطوط مدینہ آئے۔ پہلے پہل تو اہل مدینہ نے کوئی توجہ نہ دی لیکن جب اس طرح کے خطوط مسلسل آنے لگے تو حضرت عثمانؓ نے مشورہ کرکے مدینہ سے بااعتماد نمائندوں کو مختلف علاقوں میں بغرضِ تحقیق بھجوایا۔ تمام علاقوں سے نمائندے اپنے مقررہ وقت پر واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے اور یہی خبر لائے کہ الزامات بے بنیاد ہیں اور حالات بہت اچھے اور معمول کے مطابق ہیں۔ صرف مصر جانے والے عمار بن یاسرؓ واپس نہ آئے اور کچھ ہی عرصہ بعد مصر کے گورنر نے حضرت عثمانؓ کو رپورٹ بھجوائی کہ وہاں کچھ لوگوں نے عمارؓ کو دھوکا دے کر ساتھ ملا لیا ہے اور اُن لوگوں میں عبداللہ بن سبا بھی شامل ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ شوال 35 ہجری میں ابن سبا اپنے 600 ساتھیوں کے ساتھ مصر سے مدینہ کے لئے روانہ ہوا اور دھوکا دینے کے لئے اعلان کیا کہ وہ حج کے لیے جا رہے ہیں۔ اُس نے بصرہ اور کوفہ کی طرف پیغامات بھی بھجوائے تو وہاں سے بھی سینکڑوں سبائی مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ ان میں بعض مخلص مسلمان بھی شامل تھے جو اپنی سادگی کے باعث سبائی پراپیگنڈہ کا شکار ہو گئے تھے۔ ان سب کا مطالبہ یہ تھا کہ خلیفہ کو معزول کیا جائے۔ لیکن ان میں یہ اتفاق رائے نہیں ہو رہا تھا کہ متبادل کون ہو!۔ مصری حضرت علیؓ کو خلیفہ دیکھنا چاہتے تھے۔ بصرہ کے سبائی حضرت طلحہؓ کے حق میں تھے جبکہ کوفی حضرت زبیر بن العوامؓ کے حامی تھے۔

دراصل سبائیوں نے عامۃ المسلمین کی حمایت حاصل کرنے کے لیے زمین بڑی احتیاط سے ہموار کی تھی۔ جو خطوط مدینہ سے بھجوائے گئے تھے ان پر حضرت علیؓ کے جعلی دستخط کیے گئے تھے جن میں مصریوں سے کہا گیا تھا کہ وہ مدینہ آئیں اور حضرت عثمانؓ کو خلافت کی گدی سے اتارنے میں ان کی مدد کریں۔ (طبری)۔ دوسرے خطوط پر حضرت عائشہؓ کے دستخط تھے۔ (ابن سعد صفحہ 574)۔ جبکہ بعض خطوط پر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے دستخط کیے گئے تھے۔ (ابن کثیر صفحہ 175)

جب شام کے گورنر حضرت معاویہؓ کو مشکوک افراد کے قافلوں کی مختلف مقامات سے مدینہ روانگی کی اطلاعات ملیں تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو مطلع کرتے ہوئے اپنے قابل اعتماد فوجی دستے دارالحکومت بھجوانے کی اجازت چاہی مگر حضرت عثمانؓ نے یہ پیشکش قبول نہیں کی۔

سبائی مدینہ پہنچے تو اپنے اپنے محبوب لیڈروں علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے امّہات المومنین کے پاس بھی حاضری دی۔ ان سب اصحاب نے باغیوں کی طرف سے کی جانے والی خلافت کی پیشکش ٹھکرا دی اور انہیں اپنے گھروں سے نکال باہر کیا۔ اس پر مصری باغی حضرت عثمانؓ کے پاس چلے گئے اور گورنر کے خلاف شکایات کیں۔ آپؓ نے پوچھا کہ تم کس کو گورنر لانا چاہتے ہو؟ باغیوں نے جواب دیا "ابوبکرؓ کے صاحبزادے محمد کو"۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مدینہ میں محمد بن ابوبکر کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا جاتا تھا بلکہ انہیں فاسق کہا جاتا تھا اور حضرت عائشہؓ کھلے لفظوں میں ان کے بارہ میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے فوری طور پر باغیوں کا مطالبہ تسلیم کرکے نئے گورنر کی تقرری کا خط لکھ کر محمد بن ابی بکر کے حوالے کیا اور اُنہیں مصر پہنچنے کی ہدایت کی۔ باغیوں کو ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ ان کا مطالبہ اتنی آسانی سے تسلیم کرلیا جائے گا۔ لیکن اب اُن کے لیے مصر واپسی کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہ گیا تھا۔

عبداللہ بن سبا نے اس صورتحال میں نئی سازش تیار کی۔ (طبری، ابن حجر، زوائد، مسند البزار، ابن العربی، عواصم من القواصم صفحہ 96)۔ اسی اثناء میں جبکہ مصری دستہ جو مطمئن ہو کر واپسی کے سفر پر تھا اور نامزد گورنر محمد بن ابی بکر بھی اُن کے ہمراہ تھا، ایک تیز رفتار شتر سوار اُن کے پاس سے گزرا مگر کسی نے اس سے تعرض نہ کیا۔ پھر وہ واپس آیا اور قافلہ والوں پر دشنام طرازی شروع کردی۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ اس نے بڑے متکبرانہ انداز میں جواب دیا: میں خلیفہ کا قاصد ہوں اور گورنر مصر کے لیے خلیفہ کا خط لے کر جا رہا ہوں۔ پھر خط بھی انہیں دکھا دیا۔ متجسس ہوکر محمد بن ابی بکر نے وہ خط کھول کر پڑھا جس میں مبینہ طور پر گورنر مصر کو ہدایت کی گئی تھی کہ جونہی نامزد گورنر محمد بن ابی بکر وہاں پہنچے اسے قتل کردیا جائے اور اس کے ساتھیوں کو سزائیں دی جائیں۔

سازشیوں کی توقع کے عین مطابق خط پڑھ کر محمد بن ابی بکر شدید غصّے میں واپس مدینہ پہنچا اور وہاں طوفان کھڑا کردیا۔ اگرچہ حضرت عثمانؓ نے قسم اٹھا کر اُسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ یہ خط انہوں نے نہیں لکھا مگر وہ نہ مانا۔ مصری باغی پھر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ خلیفہ نے بلاوجہ ہمارے قتل کا حکم دیا ہے اس لئے خلیفہ کے قتل کے لیے ہمارا ساتھ دیں۔ حضرت علیؓ نے انکار کیا تو انہوں نے کہا: آپ ہمیں کس طرح انکار کر سکتے ہیں، آپ ہی نے تو خط لکھ کر ہمیں بلوایا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: خدا کی قسم! مَیں نے کبھی کوئی ایسا خط نہیں لکھا۔ اس پر باغی بھی حیرت کا شکار ہوگئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: تم تو مصر کے راستے سے عثمانؓ کے ایک جعلی خط کا بہانہ بنا کر واپس آ گئے ہو مگر بصرہ اور کوفہ جانے والے دستے بھی راستے سے ہی واپس مدینہ آ چکے ہیں۔ یقیناً یہ سازش کا شاخسانہ ہے۔ (طبری)

سیّدنا حضرت عثمانؓ کی شہادت

حج قریب آ رہا تھا۔ مدینہ کے فوجی دستے حضرت عثمانؓ کی اجازت سے مکّہ روانہ ہونے لگے۔ مدینہ امن و امان قائم رکھنے والی فوج سے خالی ہو گیا تو باغیوں نے خلیفہ کی رہائشگاہ کا محاصرہ کرلیا اور انہیں مسجد نبوی میں امامت سے بھی روک دیا۔ عبداللہ بن سبا کے ایک یمنی نائب غفیقی نے نمازوں کی امامت شروع کردی۔ (وہ بھی یہودی تھا اور اُس نے ہی اُس قرآن کو پاؤں سے ٹھوکر ماری تھی جسے شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ پڑھ رہے تھے۔)

پھر باغیوں نے حضرت عثمانؓ کی رہائشگاہ کا دروازہ جلا دیا تاہم وہ اندر نہ

جا سکے۔ اس پر محمد (بن ابوبکرؓ) باغیوں کو ہمراہ لے کر مکان کی عقبی دیوار سے اندر کودا اور قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف معصوم خلیفہ راشد کو شہید کر ڈالا۔ اُن کی اہلیہ اپنے شوہر کو بچانے کی کوشش میں شدید زخمی ہوگئیں اور ان کے ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ باغیوں نے گھر میں لُوٹ مار بھی کی۔

بدبخت باغیوں نے سیّدنا حضرت عثمانؓ کے جسدِ خاکی کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے بھی روک دیا۔ آپؓ کو جس قطعہ اراضی پر دفن کیا گیا وہ ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ بعد میں جب معاویہؓ 'امیر' بنے تو انہوں نے وہ قطعہ اراضی خرید کر جنّت البقیع میں شامل کر دیا۔

شہادتِ عثمانؓ کے بعد

شہادت عثمانؓ کے بعد باغی چاہتے تھے کہ اپنے جرم کا کوئی جواز پیدا کر لیں تاکہ انصاف کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے بچ سکیں۔ پہلے وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور انہیں خلافت کی پیشکش کی مگر انہوں نے انہیں جھڑک کر واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس گئے لیکن انہوں نے بھی انہیں منہ نہ لگایا۔ پھر وہ مدینہ کی گلیوں میں اعلان کرنے لگے کہ حضرت علیؓ سے کہو کہ وہ خلافت سنبھال لیں ورنہ ہم تمہارا قتلِ عام شروع کر دیں گے۔ اس پر لوگ روتے پیٹتے حضرت علیؓ کے پاس گئے اور استدعا کی کہ انہیں باغیوں کی دستبرد سے بچائیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ خلیفہ کی ضرورت تو ہے مگر یہ عوام الناس کا معاملہ ہے، مَیں نہ تو تمہارے کہنے پر اور نہ ہی باغیوں کے کہنے پر خلافت سنبھال سکتا ہوں۔ اس لئے مَیں کل نمازِ فجر کے بعد لوگوں سے اس بارے میں پوچھوں گا۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد حضرت علیؓ نے منبر پر کھڑے ہوکر بے گناہ خلیفہ کے بہیمانہ قتل پر دلی دکھ اور صدمے کا اظہار کرنے کے بعد حاضرین سے کہا کہ تم کسی کو خلیفہ منتخب کر لو۔ اس پر مجمع میں سے اکثر نے کہا کہ صرف آپ ہی اس کے مستحق ہیں۔ چونکہ کوئی اَور نام سامنے نہ آیا تو لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کرنا شروع کر دی۔ باغیوں نے دیکھا کہ بعض ممتاز اصحاب اس موقع پر خاموش تھے۔ ان میں حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت اسامہؓ اور حضرت صہیبؓ بھی شامل تھے لیکن باغیوں کو سب سے زیادہ خوف حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے تھا۔ چنانچہ وہ ان دونوں کو بہ نوکِ شمشیر مسجد میں لائے اور دھمکی دی کہ اگر انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہ کی تو قتل کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے مجبوراً قاتلانِ عثمانؓ سے بدلہ لینے پر حضرت علیؓ کی بیعت کر لی۔

خلافتِ اسلامیہ کے خلاف فتنہ انگیزی کی خوفناک سازش

جب سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکّن ہوئے تو آپؓ سے مطالبہ کیا جانے لگا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے۔ لیکن مدینہ منوّرہ کے مخدوش حالات اور اسلامی افواج کے (سینکڑوں میل دُور) مختلف سرحدوں پر برسرپیکار ہونے کی وجہ سے مدینہ کا کنٹرول عملی طور پر باغیوں کے ہاتھ میں تھا اور حضرت علیؓ اُن کی مرضی کے بغیر کچھ بھی کرنے کے قابل نہ تھے۔

اسی اثناء میں مدینہ سے ایک جعلی خط پورے عالمِ اسلام میں بھیجا گیا جس میں کہا گیا کہ علیؓ نے خلیفہ بننے کے لیے عثمانؓ کو قتل کرایا ہے اور اسی لئے قاتلینِ عثمانؓ سے کوئی تعرض نہیں کیا جارہا۔ آہستہ آہستہ لوگوں کو اس الزام پر یقین آنے لگا۔ یہ فطری بات تھی کہ حضرت عثمانؓ کی اہلیہ اور بچوں کو قاتلینِ عثمانؓ کے خلاف کارروائی میں زیادہ دلچسپی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کٹی ہوئی انگلیاں اور حضرت عثمانؓ کا خون آلود کُرتہ (جو بوقتِ شہادت زیبِ تن تھا) شام کے گورنر معاویہؓ کو بھجوا دیا جو حضرت عثمانؓ کے کزن تھے۔

دوسری طرف سبائیوں نے شام سے حضرت علیؓ کو خطوط لکھے کہ معاویہؓ اپنی خلافت کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور راہِ اسلام سے بھی ہٹ گئے ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سمیت تمام صوبائی گورنروں کو لکھا کہ وہ نہ صرف خود نئے خلیفہ کی بیعت کریں بلکہ اپنے اپنے صوبوں میں بھی خلیفہ کے لیے بیعت لیں۔ پھر آپؓ نے ایک دوسرے خط میں معاویہؓ کو گورنر کے منصب سے معزول کرتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ چارج نئے گورنر کے حوالے کر دیں۔

سبائیوں نے اس موقع پر حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش بھی کی۔ لیکن انہوں نے حضرت علیؓ کے خط کا جواب نہایت نرمی سے یہ دیا کہ جب قاتلینِ عثمانؓ کو گرفتار کر کے سزا دی جائے گی تو وہ بھی بیعت کر لیں گے۔

جنگِ جمل واقعات

حج کے لئے مکّہ جانے والی ازواجِ مطہّرات حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور دیگر کو بصرہ کے سبائیوں کی طرف سے خط بھجوائے گئے کہ علیؓ قاتلینِ عثمانؓ کو سزا دینے سے انکاری ہیں اور امّہات المومنین ہونے کی حیثیت سے آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اپنے 'بچے' عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینے کا مطالبہ کریں۔ نیز اگر امّہات المومنینؓ بصرہ آئیں گی تو اُن کی ہر ممکن مدد کی جائے گی۔ اس پر حضرت عائشہؓ اپنے کچھ قریبی عزیزوں کے ہمراہ عراق روانہ ہوگئیں۔

کچھ عرصہ بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے پہلے حضرت علیؓ کے ساتھ مشورہ کیا اور حالات بہتر کرنے کی کوشش کرنے کے لئے اجازت لے کر مدینہ سے روانہ ہوگئے۔ اُن کی منزل بھی بصرہ تھی۔ دونوں حضرت عائشہؓ سے جاکر ملے اور اُن کے لشکر میں شامل ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حالات کو پُرامن بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کیا اور پروگرام کے مطابق چند روز کے بعد حضرت علیؓ نے بھی عراق جانے کا قصد کر لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپؓ کے ہمراہ مدینہ سے آنے والے لشکر میں باغی سبائی بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔

بصرہ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کے گروہ اور حضرت علیؓ کے لشکر میں تصادم کا خطرہ پیدا ہوگیا کیونکہ سبائی باغی دونوں لشکروں میں شامل تھے اور فتنہ انگیزی میں مصروف تھے۔ تاہم بعض مخلص مسلمانوں نے مصالحت کی کوششیں شروع کیں جو بارآور ثابت ہوئیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! حضرت عثمانؓ کو میں نے قتل نہیں کیا اور نہ ہی میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے بلکہ میں نے قتل سے منع کیا تھا اور میں اس معاملے میں مغلوب رہا۔ (المصنف لابن ابی شیبہ جلد 15 صفحہ 208)۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ نہ تو حضرت علیؓ قاتلینِ عثمانؓ کو سزا دینے کے خلاف تھے اور نہ ہی حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے کوئی ذاتی عزائم تھے۔ چنانچہ باہم گفتگو کے نتیجے میں امن معاہدہ طے پا گیا۔

بظاہر ابن سبا کے کھیل کی بساط الٹ چکی تھی۔ مگر وہ حوصلہ نہ ہارا اور رات کے

آخری پہر اُس کے کچھ آدمی حضرت عائشہؓ کے کیمپ میں داخل ہو گئے اور چند نے حضرت علیؓ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ قدرتی طور پر فریقین نے یہی سمجھا کہ دوسرے فریق نے دھوکہ دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ایک سپاہی کے ہاتھوں میں قرآن دے کر بلند کروایا اور مخالفین کو کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور تفرقہ سے باز رہنے کی دعوت دی۔ لیکن باغیوں نے اسے شہید کر دیا۔

جلد ہی حضرت علیؓ کے فوجیوں نے صورت حال پر قابو پالیا۔

سارا وقت حضرت عائشہؓ انتہائی جرأت مندی سے آخر تک اپنے اونٹ پر سوار رہیں۔ چونکہ اونٹ کو عربی میں جَمَل کہا جاتا ہے اس طرح یہ مختصر جنگ 'جنگ جمل' کہلائی۔ حضرت علیؓ کی فوج نے حضرت عائشہؓ کی اونٹنی کو گھیرے میں لے لیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تا کہ مخالف فریق کا جوش ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن جب تک صورت حال واضح ہوئی تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ پھر حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کو ان کے حریف معاویہؓ کے خلاف مدد کی پیشکش کی لیکن حضرت علیؓ نے اُن کی پیشکش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُن پر زور دیا کہ وہ واپس مدینہ تشریف لے چلیں۔ اور انتہائی احترام کے ساتھ اُن کی شایانِ شان واپسی کے انتظامات بھی کر دیے۔ انہی دنوں حضرت عائشہؓ کا ایک خط مشتہر ہو گیا جس میں لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت پر بھڑکایا گیا تھا۔ جب یہ خط حضرت عائشہؓ کے علم میں آیا تو آپؓ نے کہا: قسم اس ذات کی جس پر ایمان لانے والے یقین رکھتے ہیں اور فتنہ گر انکار کرتے ہیں، میں نے اس جگہ بیٹھنے تک کبھی ان لوگوں کو کچھ نہیں لکھا۔ (ابن سعد، 1/3 صفحہ 57)

جنگ جمل میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد کے بارہ میں اختلاف ہے۔ ابوخَیثَمہ نے وَہب بن جَریر سے نقل کیا ہے کہ اہلِ بصرہ کے اڑھائی ہزار افراد مارے گئے (بلاذری، جلد2، صفحہ 187)۔ اسی طرح اصحابِ جمل کے مارے گئے سپاہیوں کی تعداد چھ ہزار سے پچیس ہزار کے درمیان لکھی گئی ہے۔ جبکہ حضرت علیؓ کے لشکر میں سے چار صد سے پانچ ہزار افراد کی شہادت کا ذکر مختلف کتب میں کیا گیا ہے۔
(خلیفہ بن خیاط، جلد 1، صفحہ 112)

جنگ جمل کے اثرات

1۔ مسلمانوں کے درمیان ہونے والی اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہی ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے اور مستقل طور پر نفرت کا بیج بویا گیا۔ بعد ازاں سیّدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت بھی اسی نفرت کا شاخسانہ تھی۔

2۔ جنگ جمل میں کامیابی سے اگرچہ حضرت علیؓ کی طاقت میں اضافہ ہوا مگر شام کے گورنر معاویہؓ نے قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ کرتے ہوئے بغاوت کر دی جس پر دونوں (حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ) کے درمیان جنگ صفین لڑی گئی۔ یوں عظیم اسلامی ریاست کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔

3۔ حالات کے مدّنظر اسلامی مملکت کا دارالخلافہ مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل ہو گیا۔

4۔ اصحاب رسول ﷺ اور خلیفۂ وقت کے درمیان اس براہ راست جنگ سے کئی فقہی اور علمی مسائل پیدا ہوئے جنہیں اجماعِ اُمّت سے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ایک مثبت پہلو تھا۔

5۔ ایک مثبت پہلو یہ تھا کہ مسلمانوں کو یہ نصیحت حاصل ہوئی کہ یہود کی سازشوں اور منافقین کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ دعا، اتحاد اور حکمتِ عملی سے ہی ممکن ہے۔

ایک ضروری وضاحت

دراصل صحابہ کرامؓ کے مابین جو اختلافات رونما ہوئے اور خون ریز جنگوں تک کی نوبت آ گئی، ان اختلافات کو علماءِ اُمّت جنگ وجدال کی بجائے (صحابہ کرامؓ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے) ''مشاجرات'' کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ''مشاجرہ'' کے معنی ہیں ایک درخت کی شاخوں کا دوسرے میں داخل ہونا۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک بھی تمام صحابہ کرامؓ واجب الاحترام، لائق تعظیم اور روشن ستاروں کی مانند ہیں اور کسی ایک کے حق میں بھی ادنیٰ سوءِ ادب کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم صحابہ کرامؓ کے وہ اختلافات جو اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے اور جس میں وہ باہم برسرِ پیکار بھی ہو گئے تو اُن مواقع پر ایک فریق کا حق پر اور دوسرے کا خطا پر ہونا بدیہی ہے۔ چنانچہ اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جنگ جمل و جنگ صفین میں خلیفۃ الرسول حضرت علیؓ حق پر تھے اور ان سے مقابلہ کرنے والے خطا پر، لیکن ان کی خطا اجتہادی تھی جو شرعاً گناہ نہیں۔ چنانچہ امام قرطبیؒ سورۃ الحجرات کی آیت ''وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا'' کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ (جنگ جمل اور جنگ صفین کے) فریقین میں سے کوئی بھی گناہ کا مرتکب نہیں تھا۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں عشرہ مبشرہؓ میں سے ہیں جن کا نام لے کر جنّتی ہونے کی خبر حضور ﷺ نے خود دی ہے۔ اگرچہ یہ دونوں حضرت علیؓ کے مخالف لشکر میں شامل تھے اور اسی دوران شہید ہوئے۔ لیکن حضرت طلحہؓ کے بارہ میں حدیث مبارکہ ہے: طلحہ روئے زمین پر چلنے والے شہید ہیں۔ اور حضرت زبیرؓ کے بارہ میں حضرت علیؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ زبیر کا قاتل جہنم میں ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ کی فوج میں شامل ہو کر حضرت عمار بن یاسرؓ بڑی جرأت سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ جبکہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ان کی شہادت کی پیش گوئی بھی فرمائی ہوئی تھی۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کا مقام بھی انتہائی بلند ہے۔ اس واقعہ کے بعد جب بھی اُنہیں جنگ جمل کی یاد آتی تو وہ یہ آرزو کیا کرتی تھیں کہ اے کاش! اس سے پہلے وہ مر چکی ہوتیں۔ ایک موقع پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میرا خیال تھا کہ مَیں اپنے مقام ومرتبہ کی بنا پر لوگوں کے درمیان (جنگ) سے مانع ہوں گی اور یہ کہ مجھے یہ گمان ہی نہیں تھا کہ لوگوں کے درمیان قتال واقع ہو گا۔ اگر مجھے یہ بات قبل ازیں معلوم ہوتی تو مَیں اس مقام میں ہرگز نہ پہنچتی۔ (المصنف لعبدالرزاق جلد5 صفحہ 457)

چنانچہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت علیؓ کے طرفدار بھی شہید اور مخالفین بھی شہید۔ ایسے میں کسی ایک فریق کو گناہ گار یا فاسق کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ ان تمام صحابہؓ کے پیش نظر رضائے الٰہی کے حصول کے سوا کچھ نہ تھا۔ اُن کا اختلاف کسی دنیوی غرض سے نہ تھا بلکہ اجتہاد و رائے کی بنا پر تھا جس پر کسی بھی فریق کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ نیز جو صحابہؓ کنارہ کش رہے وہ بھی اجتہاد کی بنا پر رہے، اس لئے وہ بھی بے گناہ اور واجب التعظیم ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے: یہ ایک ایسی لڑائی تھی جس میں صحابہؓ موجود تھے اور ہم غائب۔ وہ پورے حالات کو جانتے تھے، ہم نہیں جانتے۔ جس معاملے پر تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے، ہم اس میں ان کی پیروی کرتے ہیں اور جس معاملے میں ان کے درمیان اختلاف ہے اس میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔ (قرطبی سورۃ الحجرات)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تاریخ کے چند اوراق

مرتبہ: فرخ سلطان محمود

امر واقعہ یہ ہے کہ مجلس انصاراللہ برطانیہ کو خدمت دین اور خدمت انسانیت کی جو بھی توفیق عطا ہوئی ہے یہ خلفائے احمدیت کی بابرکت رہنمائی اور اطاعت سے سرشار ہوکر خدمت میں مصروف ہوجانے والے رضا کار انصار کی انتھک کاوشوں کا ثمر ہے۔ امر واقعہ یہی ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقیات کا راز یہی ہے کہ اپنے امام کے اشارے کو دیکھیں اور لبّیک کہتے ہوئے اپنے امام کی توقعات کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ایسی کوششوں میں مصروف ہوجائیں جو بالآخر اُنہیں کامیابی سے ہمکنار کردے۔ ذیل میں برطانیہ میں خدمت کی سعادت پانے والی مجلس انصاراللہ برطانیہ کی خدمت کا مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی انصاراللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

عالمی سطح پر صدارتی نظام کا اجراء اور مجلس انصاراللہ برطانیہ کے پہلے صدر

نومبر 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذیلی تنظیموں کے نظام میں وسعت پیدا کرتے ہوئے انہیں مزید فعّال بنانے کی خاطر بعض تبدیلیاں فرمائیں اور ملکی سطح پر صدارت کا نظام جاری فرمادیا تاکہ اس طرح یہ تنظیمیں خلیفۂ وقت کی براہ راست نگرانی میں اپنے فرائض سرانجام دینے کی ذمہ دار قرار پائیں۔ چنانچہ اُس وقت کے ناظم اعلیٰ مجلس انصاراللہ برطانیہ مکرم محمد اسلم جاوید صاحب کو پہلا صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ مقرر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے دوسرے صدر

1996ء میں مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ اور مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب نائب صدر صفِ دوم منتخب ہوئے۔ موصوف ڈاکٹر صاحب اس خدمت پر قریباً ایک سال متعین رہے۔ اس عرصہ کے دوران مجلس انصاراللہ برطانیہ کا دفتر جو مسجد فضل لندن کے عقب میں ایک کیبن میں تھا، وہ Hardwicks Way (وانڈزورتھ) میں خریدی گئی دو بلڈنگز میں سے ایک (نمبر 10) میں منتقل کیا گیا۔ اسی طرح مجلس انصاراللہ کے دستور اساسی کا انگریزی میں ترجمہ کرکے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے منظوری حاصل کرنے کا مرحلہ بھی طے کیا گیا۔ نیز مجلس انصاراللہ برطانیہ کی علیحدہ رسید بُکیں طبع کروائی گئیں اور بنک میں علیحدہ اکاؤنٹ بھی کھلوایا گیا۔

اس دَور کا ایک اہم کام انصار کی تربیت کے لئے مرکز کے تعاون سے ایک فنڈ کا قیام تھا تاکہ ہر ناصر کے گھر میں MTA کی ڈش لگوائی جائے۔ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب نائب صدر اس پروگرام کے انچارج مقرر ہوئے اور چند احمدی انجینئرز کی مدد سے ملک بھر میں کئی سو ڈشیں نصب کی گئیں اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے انصاراللہ کے سالانہ اجتماع پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

ایک خصوصی اجتماع کا انعقاد

1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع میں جو انصار شامل نہیں ہوئے تھے اُن کا ایک الگ اجتماع منعقد کیا جائے اور اس خصوصی اجتماع کے منتظمین بھی اُنہی لوگوں میں سے ہوں جو اپنے اجتماع میں شامل نہیں تھے۔ پہلے اجتماع میں شریک انصار میں سے صرف صدر مجلس کو یہ اجازت تھی کہ وہ دوسرے اجتماع میں شامل ہوسکتے تھے۔

چنانچہ یہ خصوصی اجتماع نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس پر حضورؒ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تیسرے صدر

7رمئی 1997ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو امیر جماعت احمدیہ یوکے اور ان کی جگہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب کو صدر مجلس انصاراللہ یوکے مقرر فرمایا۔ اس دَور میں بھی MTA کی ڈشوں کی تنصیب کا کام جاری رہا۔ بعدازاں MTA کی نشریات سکائی ٹی وی پر آنا شروع ہوگئیں۔

6رد سمبر 1997ء کو مجلس انصاراللہ یوکے کی ساتویں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

15رمئی 1997ء کو سالانہ اجتماع انصاراللہ منعقد ہوا۔ چونکہ یہ اجتماع بعض مجبوریوں کی وجہ سے اپنے پروگرام سے دو ہفتے پہلے منعقد کرنا پڑا تھا اس لئے مکرم رفیق احمد جاوید چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ لندن نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے غیر معمولی مساعی کی توفیق پائی۔

1997-98ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجلس انصاراللہ کے زیرانتظام متعدد مجالس سوال و جواب میں شرکت فرمائی۔ یہ مجالس اردو اور انگریزی بولنے والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ منعقد کی جاتی تھیں۔

4 ستمبر 1998ء کو اسلام آباد میں نیشنل اجتماع منعقد ہوا جبکہ 6 دسمبر 1998ء کو محمود ہال لندن میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس دَور میں ماہانہ رپورٹس کارگزاری کا نظام نمایاں طور پر بہتر کیا گیا۔ 1998ء میں قیادت تبلیغ کے تحت بک سٹالز لگوائے گئے اور داعیانِ الی اللہ کی ٹریننگ کے لئے کورسز کروائے گئے۔

1999ء میں مجلس انصاراللہ یوکے کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے چوتھے صدر

2001ء میں مکرم رفیق احمد حیات صاحب کے امیر بن جانے کے بعد مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ منتخب ہوئے اور مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب نائب صدر صف دوم مقرر ہوئے۔ اس دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت کے مطابق نئے احمدیوں کے ساتھ روابط استوار کرنے اور بچوں کی تربیت کے حوالہ سے پروگراموں کو وسعت دی گئی۔ متعدد ریجنل مجالس سوال و جواب کا انعقاد ہوا اور اکثر مجالس نے باقاعدگی سے تبلیغی سٹالز لگائے۔ تاہم نائن الیون کے واقعہ کے باعث تبلیغی پروگرام بہت متأثر ہوئے۔

4 و 5 اگست 2001ء کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع مسجد بیت الفتوح کے احاطہ میں منعقد ہوا جس میں 676 انصار سمیت 880 افراد شامل ہوئے۔ کسی بھی ذیلی تنظیم کی جانب سے بیت الفتوح میں منعقد ہونے والا یہ پہلا اجتماع تھا۔ اجتماع میں علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی زیرصدارت تبلیغ سیمینار منعقد ہوا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد ہوا۔

جون 2002ء میں جلنگھم میں چیریٹی واک ہوئی جس میں ایک صد مہمانوں سمیت قریباً 700 شرکاء شامل ہوئے اور 23 ہزار پاؤنڈ سے زیادہ رقم اکٹھی کی گئی۔ وزیراعظم ٹونی بلیئر سمیت متعدد اہم شخصیات نے پیغامات بھجوائے۔

ستمبر 2002ء میں سالانہ اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اجتماع سے ایک روز قبل شام کو فیملی فورم میں سات سو سے زیادہ افراد شامل ہوئے۔ اجتماع میں تبلیغ سیمینار بھی منعقد ہوا اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع سرگودھا نے ایمان افروز تقریر کی۔ امسال اجتماع میں شامل ہونے والے انصار کی کُل تعداد 790 تھی۔

مارچ 2002ء میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیرانتظام تیسرا نیشنل بیڈمنٹن ٹورنامنٹ مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔

2002ء میں شعبہ تبلیغ کے زیراہتمام ریجنل مجالس سوال و جواب منعقد کی گئیں۔ ایسٹ ریجن کی ایک مجلس بہت کامیاب رہی جس میں ایک صد سے زیادہ مہمان شامل ہوئے۔ شعبہ تربیت کے زیرانتظام متعدد ریجنل فورم بھی منعقد ہوئے۔ اسی سال شعبہ مال نے کُل 63500 پاؤنڈ کا سالانہ بجٹ پیش کیا جو گزشتہ سال کے بجٹ سے 38% زیادہ تھا۔ پچھلے سال کا بجٹ چالیس ہزار پاؤنڈ تھا۔

2003ء کے سالانہ اجتماع میں 72 مجالس سے 932 انصار نے شرکت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دورِ خلافت کا یہ پہلا اجتماع تھا جس کے اختتامی اجلاس سے حضور انور نے خطاب فرمایا۔

2003ء میں ہونے والی چیریٹی واک میں 32 ہزار پاؤنڈ کی خطیر رقم اکٹھی کر کے مختلف چیریٹی اداروں میں تقسیم کی گئی۔ اس واک میں دو اراکین پارلیمنٹ، میئر آف مرٹن اور ڈپٹی لیڈر آف لبرل ڈیموکریٹس کے علاوہ متعدد کونسلرز اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی۔

2003ء میں منعقد ہونے والی مجلس انصاراللہ برطانیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا جس میں حضور انور نے انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ نمائندگان مجلس شوریٰ میں پاس ہونے والی تجاویز پر سارا سال عمل درآمد کروانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

امسال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کی نیشنل عاملہ کے اراکین کو ملاقات کا شرف بھی عطا فرمایا۔ اس موقع پر حضور انور نے انصار کے چندہ مجلس کا ازسرِنو تعیّن فرماتے ہوئے اسے ایک فیصد (1%) کر دیا۔ نیز مجلس انصاراللہ برطانیہ کے لئے ایک رسالہ ''انصارالدین'' کی منظوری بھی عطا فرمائی۔ حضور انور نے ''سبیل الرشاد'' کا انگریزی ترجمہ کرنے کی ہدایت بھی فرمائی۔

2004ء میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت شعبہ تعلیم القرآن کا اجرا کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ کے حوالہ سے انصار نے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کی کلاسوں کے انعقاد کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اسی سال کے دوران حسب ضرورت روزانہ یا ہفتہ وار یہ کلاسیں 21 مقامات پر منعقد ہونے لگیں جن میں شرکاء کی تعداد چار صد سے متجاوز تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اکتوبر 2004ء کے فوراً بعد مجلس انصاراللہ برطانیہ نے لبیک کہتے ہوئے مسجد ہارٹلے پول کی تعمیر کے لئے فنڈ قائم کیا جس میں تیرہ سو انصار نے حصہ لیا اور دو لاکھ چالیس ہزار پاؤنڈ سے زیادہ کی رقم پیش کرنے کی توفیق پائی۔

شعبہ تبلیغ کے زیرانتظام اس سال کے دوران کُل 1494 انفرادی تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ جبکہ ریجن کی سطح پر منعقدہ مجالس میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد یوں تھی: ایسٹ لندن میں 46۔ بریڈفورڈ میں 22۔ برمنگھم میں 46۔ کرائیڈن میں 46۔ ہیز میں 23۔ بیت الفتوح ریجن میں 47۔ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر تبلیغی لیکچرز کا بھی اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ ساؤتھ آل میں منعقدہ لیکچر میں 50 جبکہ ایڈنبرا میں ہونے والے دو لیکچرز میں 40 مہمان شامل ہوئے۔

مجالس کے عہدیداران کے لئے ریجنل ریفریشر کورسز کا انعقاد بھی کیا گیا۔ نیز شعبہ مال نے دسمبر 2004ء میں ختم ہونے والے اپنے سال کے لئے ایک لاکھ 45 ہزار پاؤنڈ کے بجٹ کی منظوری دی۔

اپریل 2004ء سے مجلس انصاراللہ برطانیہ کا دو ماہی تربیتی و تعلیمی رسالہ ''انصارالدین'' شائع ہونا شروع ہوگیا۔ اس کے مدیر اعلیٰ مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب اور مدیر (اردو) کے طور پر خاکسار محمود احمد ملک کو خدمت کی سعادت ملی۔

6 جون 2004ء کو یارکشائر میں منعقد ہونے والی چیریٹی واک میں 750 سے زائد افراد شامل ہوئے جن میں سے 635 نے واک میں حصہ لیا۔ 50 ہزار پاؤنڈ کی رقم جمع کر کے پانچ خیراتی اداروں میں تقسیم کی گئی۔ اس تقریب میں لوکل میئر اور چیف کانسٹیبل آف یارکشائر کے علاوہ بہت سے کونسلرز بھی شامل ہوئے۔

2004ء میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع میں 995 انصار شامل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ارشاد پر امسال سیرۃ النبی ﷺ اور ذکرِ حبیب کے عنوان پر خصوصی تقاریر شامل کی گئیں۔ حضور انور نے اختتامی خطاب فرمایا۔

علم انعامی ساؤتھ ویسٹ ریجن کو دیا گیا جبکہ مجالس کے مقابلہ میں لیوٹن کی مجلس اوّل قرار پائی۔

2005ء میں ریجنل سطح پر ریفریشر کورسز کا اہتمام کیا گیا۔ نیز ریجنل اجتماعات 9 ریجنز میں منعقد ہوئے۔

12 جون 2005ء کو ہارٹلے پول میں سالانہ چیریٹی واک کا انعقاد عمل میں آیا جس میں قریباً نوصد انصار شامل ہوئے۔ اس واک کے نتیجہ میں پچاس ہزار پاؤنڈ سے زیادہ رقم اکٹھی کر کے چیریٹی اداروں میں تقسیم کی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت مجلس انصاراللہ برطانیہ کو ہارٹلے پُول میں مسجد کی تعمیر کی ذمہ داری عطا فرماتے ہوئے 5 لاکھ پاؤنڈ اکٹھے کرنے کا ٹارگٹ دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 6 لاکھ 84 ہزار پاؤنڈ اکٹھے کئے گئے اور مسجد کی تعمیر کے بعد 11 نومبر 2005ء کو حضور انور نے اس کا افتتاح فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت پر نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ اور تعلیم القرآن کلاسز کا پروگرام اس سال کے دوران بھرپور طریق پر جاری رہے۔ شعبہ تبلیغ کے

تحت680 انفرادی نشستوں کے علاوہ 8 مجالس سوال و جواب منعقد ہوئیں۔ ویڈیو سٹنگز کی تعداد 59 تھی۔ 23 لیکچرز دیئے گئے۔ مہمانوں کی کل تعداد 244 رہی۔ پانچ تبلیغی سٹالوں کے علاوہ 8 تبلیغی نمائشوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ریڈیو پر ایک انٹرویو دیا گیا اور 23 تبلیغی ریفریشر کورسز منعقد ہوئے۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع 23۔24 اور 25 ستمبر 2005ء کو مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔

11 جون 2006ء کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کی سالانہ چیریٹی واک منعقد ہوئی جو اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے شروع ہوکر حدیقۃ المہدی میں اختتام پذیر ہوئی۔ 1073 افراد سے زیادہ شرکاء نے 70 ہزار پاؤنڈ سے زائد رقم اکٹھی کی۔ مہمانوں میں میئر آف آلٹن، ڈپٹی میئر آف فارنہیم اور متعدد کونسلرز شامل تھے۔ برطانیہ کے وزیرکھیل Richard Caborn نے خصوصی پیغام بھی بھجوایا۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ اور سالانہ اجتماع کا انعقاد 3۔4 اور 5 نومبر 2006ء کو مسجد بیت الفتوح کے احاطہ میں ہوا۔ اجتماع کے دوران ایک تبلیغی سیمینار اور ایک وصیت فورم بھی منعقد کیا گیا۔ چیریٹی واک کے نتیجہ میں اکٹھی کی جانے والی رقم میں سے 34 ہزار پاؤنڈ کی خطیر رقم کے چیک بھی چند خیراتی اداروں میں تقسیم کئے گئے۔ اختتامی تقریب کی صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی جس میں مجلس مورڈن کو علم انعامی عطا فرمایا۔ اجتماع میں 1112 انصار اور ڈیڑھ صد سے زائد مہمان شامل ہوئے۔

2006ء میں تبلیغی کارگزاری میں ہمسایوں سے تعلقات بہتر بنانے اور ریجنل سطح پر مجالس سوال و جواب کے انعقاد پر زور دیا گیا۔ تربیتی میدان میں خاص طور پر 'ہفتۂ نماز' منایا گیا۔ نظام وصیت کے حوالہ سے کوششیں جاری رکھی گئیں۔ مجلس انصاراللہ برطانیہ کے شعبہ اشاعت کے تحت ایک DVD تیار کی گئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تمام علمی کام موجود ہے۔ مجلس انصاراللہ کی تجنید کے مطابق برطانیہ کے بارہ ریجنز کی 85 مجالس میں انصار کی تعداد 2273 تھی۔

2006ء میں انصار نے ہارٹلے پول مسجد کی تعمیر کیلئے سات لاکھ پاؤنڈ سے زائد رقم پیش کرنے کے علاوہ مسجد فضل کے بالمقابل ایک مکان بطور دفتر و مہمان خانہ خریدنے کی توفیق پائی جسے حضور انور نے ''سرائے انصار'' کا نام عطا فرمایا اور 21 جولائی 2007ء کو تشریف لا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

10 جون 2007ء کو سالانہ چیریٹی واک حدیقۃ المہدی میں منعقد ہوئی جس میں ایک لاکھ 21 ہزار 500 پاؤنڈ کی رقم جمع کرکے لوکل چیریٹیز کو دی گئی۔

2007ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے ہارٹلے پول کی مسجد کی تعمیر کے لئے قبل ازیں پیش کی جانے والی رقم میں ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کا مزید اضافہ کرنے کا وعدہ کیا اور فوری طور پر 80 ہزار پاؤنڈ پیش کر دیئے۔

تعلیم القرآن کلاسز کی رپورٹ کے مطابق 2007ء کے دوران مختلف مجالس میں لفظی ترجمہ سکھانے کی دو ہزار سے زائد کلاسیں منعقد ہوئیں جن سے اڑھائی ہزار سے زائد انصار نے استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ ہفتہ میں تین بار انٹرنیٹ کے ذریعہ کلاسوں کا پروگرام بھی جاری کیا گیا۔ شعبہ تبلیغ کے تحت 2007ء کے دوران 5258 انفرادی تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ جبکہ 15 مجالس سوال و جواب، 770 ویڈیو دکھانے کی نشستیں منعقد ہوئیں۔ مجموعی طور پر 2706 مہمانوں نے استفادہ کیا۔ 143 تبلیغی نمائشوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع 26۔27 اور 28 اکتوبر 2007ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن میں منعقد ہوا جس میں 1230 انصار اور 285 مہمان شامل ہوئے۔ پہلے روز مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اجتماع کے دوران علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ ایک تربیتی فورم اور ایک تبلیغی سیمینار بھی منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے ناظم اعلیٰ مکرم رفیق احمد جاوید صاحب تھے۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے پانچویں صدر

جنوری 2008ء سے نئے منتخب صدر مکرم ولید احمد صاحب اور نائب صدر صف دوم مکرم ڈاکٹر منصور احمد ساقی صاحب نے ذمہ داریاں سنبھالیں۔

19 اور 20 جنوری 2008ء کو بیت الفتوح میں منعقد ہونے والے ریفریشر کورس میں حضور انور ایدہ اللہ نے تشریف لا کر اہم نصائح فرمائیں۔

2008ء صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے ایک خصوصی سال تھا اور اسی لئے مجلس انصاراللہ برطانیہ نے اپنی علیحدہ چیریٹی واک منعقد کرنے کی بجائے جماعت احمدیہ کی اجتماعی چیریٹی واک میں ضم ہوکر اس کو تعاون فراہم کیا۔ چنانچہ تینوں ذیلی تنظیموں کی مدد سے سرانجام پانے والے اس اہم پروگرام کے نتیجہ میں دو لاکھ پاؤنڈ سے زائد رقم اکٹھی کرکے 25 چیریٹی اداروں میں تقسیم کی گئی۔

امسال صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے رسالہ ''انصارالدین'' نے ایک خصوصی نمبر شائع کیا۔ اس سال کی ایک اہم پیش رفت اردو زبان میں لفظی ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں پہلے پارہ کی اشاعت ہے۔

صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں 20 اپریل کو مسجد بیت الفتوح میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں 2750 افراد شامل ہوئے۔ خلافت جوبلی کے حوالہ سے اس سال ایک مشاعرہ بھی منعقد ہوا جس میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔

2008ء کے دوران ہارٹلے پول مسجد کیلئے فنڈز کی فراہمی بھی قابل ذکر تھی۔

2008ء میں شعبہ تبلیغ میں 5258 انفرادی نشستیں اور 770 ویڈیو نشستیں منعقد ہوئیں۔ 143 تبلیغی نمائشوں کا انعقاد ہوا۔ 2706 مہمانوں نے انصاراللہ کے تحت مختلف پروگراموں میں شمولیت اختیار کی۔ دوران سال اللہ تعالیٰ نے انصاراللہ کے ذریعہ 13 افراد کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمدللہ

2009ء میں شعبہ تربیت نے صلوٰۃ کیلنڈر اور معلوماتی CD تیار کی جو صرف ایک ایک پاؤنڈ کے عوض انصار کو مہیا کی گئی۔ CD میں نماز سے متعلق تمام تر معلومات تحریری اور تصویری زبان میں پیش کی گئیں۔ امسال انگریزی زبان میں لفظی ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں پہلے پارہ کی اشاعت ایک خوش کُن امر تھا۔

2009ء میں 15 ریجنل مجالس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جن میں مجموعی طور پر 704 مہمان شامل ہوئے۔ دوران سال اللہ تعالیٰ نے انصاراللہ کے ذریعہ 20 افراد کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمدللہ

شعبہ ایثار (خدمت خلق) کے تحت گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی عید کے موقع پر غرباء میں یکصد سے زائد تحائف کے پیکٹس تقسیم کئے گئے اور مفلس اور بے گھر افراد کو کھانا کھلانے کے سلسلے میں بھرپور کام ہوا۔ امسال 1636 گھرانوں

کوخوراک بھی مہیا کی گئی۔

شعبہ تعلیم نے تربیتِ اولاد کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات پر مشتمل ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔اس شعبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کئی کتب کی آڈیوز تیار کر کے CD اور MP3 Player میں پیش کیں۔

24اور25 جنوری2009ء کومسجد بیت الفتوح مورڈن میں ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں423 عہدیداران شامل ہوئے۔

2009ء میں چیریٹی واک کا انعقاد برمنگھم میں ہوا جس میں دو ہزار سے زیادہ افراد شامل ہوئے اور93 ہزار پاؤنڈ سے زائد رقم اکٹھی کرنے کی توفیق پائی جو15 خیراتی اداروں میں تقسیم کی گئی۔اس پروگرام کی مقامی طور پر بہت تشہیر ہوئی اوراس موقع پر لارڈ میئر اور مقامی ممبر آف پارلیمنٹ کے علاوہ کیمنگٹن اور سپا کے ممبر آف پارلیمنٹ اور متعدد دیگر اہم افراد بھی تشریف لائے۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع 2009ء اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں دو ہزار سے زیادہ انصار شامل ہوئے۔انہی ایام میں لجنہ اماءاللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع بھی منعقد ہوا اور انصار نے اپنے اجتماع کے علاوہ لجنہ کے اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے بھی ضیافت، پارکنگ اور دیگر متعدد امور سے متعلق ڈیوٹیاں دینے کی توفیق پائی۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے چھٹے صدر

جنوری2010ء میں مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب دوبارہ صدر مقرر ہوئے۔ اس سال دعوت الی اللہ میں وسعت پیدا کرتے ہوئے ہر مجلس کو مخصوص دیہات بھی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے الاٹ کیے گئے جس کی ہفتہ وار رپورٹس حضور اقدس کی خدمت میں پیش کی جاتی رہیں۔

2011ء میں جب ایک امریکی پادری نے قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کی تو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے25 مارچ 2011ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کو اسلام کے حقیقی پیغام اور آنحضور ﷺ کی سیرت مقدّسہ کو دنیا کے ہر خطّہ میں متعارف کروانے کا لائحہ عمل دیا۔ مجلس انصاراللہ برطانیہ نے بھی اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے غیر معمولی مساعی کی توفیق پائی۔شعبہ تبلیغ کے تحت متعدد ریجنل مجالس سوال و جواب منعقد کرنے کے علاوہ مختلف دیہات اور قصبوں کے سکولوں، کالجوں اور لائبریریوں میں قرآن کریم سے متعلق نمائشوں کا انعقاد کیا گیا۔ 831 تبلیغی سٹالز لگائے گئے جن پر11068 افراد تشریف لائے۔قرآن کریم سے متعلق نمائشوں کی تعداد120 تھی جن کو دیکھنے کے لئے 4358 غیر از جماعت افراد تشریف لائے۔ ایک لاکھ 45 ہزار 745 گھروں میں جا کر Millenium لیفلٹس تقسیم کئے گئے۔ 96 ہزار سے زیادہ متفرق لٹریچر بھی دیا گیا۔امسال722 افراد سے مستقل رابطے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے19 افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔الحمدللہ۔

2011ء میں چیریٹی واک کا انعقاد مسجد بیت الفتوح مورڈن میں ہوا جس میں مقامی رکن پارلیمنٹ Mr. Edward Davey MP جو وزیر بھی تھے، نیز Ms Jane Ellison رکن پارلیمنٹ برائے بیٹرسی، رکن یورپین پارلیمنٹ، ممبران لندن اسمبلی، مرٹن بارو اور سٹن کے میئرز اور کونسلرز کی بڑی تعداد شامل ہوئی۔ سات میل کی اس مختصر واک میں 1800 شرکاء شامل ہوئے جنہوں نے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ سے زائد رقم اکٹھی کی جو24 خیراتی اداروں میں تقسیم کی گئی۔اس رقم میں سے 35 ہزار پاؤنڈ ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ افریقی ممالک خصوصاً بورکینا فاسو میں آنکھوں کے آپریشنز کے لئے دیئے گئے جبکہ مالی میں ایک ماڈل گاؤں کی تعمیر کے لئے50 ہزار پاؤنڈ کا عطیہ بھی پیش کیا گیا۔

2012ء میں لندن میں اولمپک گیمز کے انعقاد کی وجہ سے مجلس انصاراللہ برطانیہ کی خصوصی توجہ تبلیغ کی طرف رہی۔اس موقع پر خصوصی پوسٹ کارڈز بھی شائع کروائے گئے تھے جو چار لاکھ کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔دس ہزار کی تعداد میں دو کتب World Crisis اور Pathway to Peace تقسیم کی گئیں جبکہ کتاب Life of Muhammad ساڑھے بارہ ہزار کی تعداد میں تقسیم کی گئی۔اس سال948 تبلیغی سٹالز لگائے گئے جن کے ذریعہ قریباً15 ہزار افراد تک پیغام پہنچا۔قرآن کریم کی نمائشوں کی تعداد2012ء میں108 تھی جنہیں6284 غیر از جماعت افراد نے دیکھا۔468 دیہات کے 82644 گھروں پر لیفلیٹنگ کی گئی۔جبکہ مختلف ذرائع سے396 مستقل تبلیغی روابط قائم ہوئے۔

16 مارچ2013ء کو مجلس انصاراللہ برطانیہ نے پودے لگانے کی ایک مہم میں حصہ لیتے ہوئے ساڑھے آٹھ ہزار پودے لگانے کی توفیق پائی۔اس مہم میں کُل 197 انصار شامل ہوئے۔مقامی میڈیا میں اس مہم کی تشہیر ہوئی نیز لوکل رکن پارلیمنٹ Mr. Peter Lily نے موقع پر پہنچ کر انصار کے جذبہ کو سراہا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کی صد سالہ تقریبات کے حوالہ سے مجلس انصاراللہ برطانیہ نے امسال اپنے لئے جو ٹارگٹ مقرر کیا وہ انسانی خدمات کے حوالہ سے نہایت اہم تھا۔مجلس نے تین ہزار آنکھوں کے آپریشن کروانے اور افریقی ممالک میں بیس کوئیں کھدوانے کے لئے رقوم کی فراہمی کا وعدہ کیا۔اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے 30/جون 2013ء کو مانچسٹر میں ہونے والی مجلس انصاراللہ برطانیہ کی سالانہ چیریٹی واک کے حوالہ سے خاص مساعی کی گئیں۔چنانچہ اس واک میں دو ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے جن میں مانچسٹر کے لارڈ میئر، پولیس کمشنر اور دو مقامی اراکین پارلیمنٹ بھی شامل تھے۔واک کے شرکاء نے اڑھائی لاکھ پاؤنڈ سے زائد کی خطیر رقم جمع کی۔یہ رقم قریباً ایک سو مختلف خیراتی اداروں میں تقسیم کی گئی تاہم اس میں سے 90/ہزار پاؤنڈ ہیومینٹی فرسٹ کو بورکینا فاسو (افریقہ) میں آنکھوں کے آپریشن کے لئے مہیا کئے گئے۔جبکہ 30 ہزار پاؤنڈ افریقہ میں کوئیں کھدوانے اور نلکے لگانے کے لئے مہیا کئے گئے۔اس کے علاوہ برطانیہ کے مختلف علاقوں کے19 منتخب میئرز کی چیریٹیز کو بھی عطیات دیے گئے۔

2013ء میں شعبہ تبلیغ کے زیر انتظام846 دیہات میں1848 تبلیغی سٹالز لگائے گئے جن کے ذریعہ سے 85 ہزار سے زیادہ افراد نے اسلام احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔اسی طرح قرآن کریم کی نمائشوں اور مجالس سوال و جواب کی تعداد امسال 276 رہی جن کے نتیجہ میں 11376 افراد تک پیغام حق پہنچا۔منتخب دیہات میں اڑھائی لاکھ سے زیادہ لیفلٹس گھروں کے دروازوں پر جا کر پیش کئے گئے۔دیگر لٹریچر بھی دو لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ کی تعداد میں تقسیم ہوا جبکہ کتاب ''لائف آف محمدؐ'' بھی28 ہزار کی تعداد میں تقسیم کی گئی۔